بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدینہ کے اہم واقعات اور مشہور مقامات

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ادارہ تالیفات اویسیہ

محلہ سیرانی روڈ سیرانی مسجد بہاولپور

0321-6820890
0300-6830592

مقدمہ

یہ رسالہ مبارکہ مدینہ منورہ کے مشہور مقامات اور بعض واقعات پر مشتمل ہے وجہ تالیف ظاہر ہے کہ اہل ایمان کو الحمدللہ مدینہ پاک سے محبت وعشق ہے اور ہونا بھی چاہیئے۔ اس لئے کہ مومن ہے ہی وہی جسے مدینہ پاک سے عشق ومحبت ہے اور وہ منافق ہے جو مدینہ پاک سے پیار نہیں کرتا۔ مدینہ پاک پر مفصل کتاب محبوب مدینہ کا مطالعہ ضروری ہے اور اس مختصر رسالہ کا نام ہے مدینہ کے مقامات وواقعات۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۹ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

مدینہ منورہ۔ سعودی عربیہ

فضائلِ مدینہ منورہ

۱...... جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ آپ کے مقبول ترین شہر سے نکلا ہوں اب مجھے اپنے محبوب ترین شہر لے چلئے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور اپنے فضل وکرم سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ لے آیا۔ پس مدینہ منورہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین شہر ٹھہرا، اسی وجہ سے فتح مکہ کے بعد بھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی باقی زندگی مدینہ منورہ میں ہی گزارنا پسند فرمائی۔

فائدہ...... تمام شہر جنگوں سے فتح ہوئے لیکن مدینہ منورہ ایک ایسا شہر ہے کہ یہ نبی کی تعلیمات سے فتح ہوا۔ اسی وجہ سے بعض علماء نے شہر مدینہ کو تمام شہروں یہاں تک کہ شہر مکہ سے بھی افضل قرار دیا ہے۔

۲...... جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس مدینہ آتے تو شہر کے قریب پہنچتے ہی مدینہ کے اشتیاق سے اپنی سواری کو تیز کردیتے اور اپنے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا دیتے تاکہ مدینہ منورہ کی ہوا سے لطف اندوز ہوسکیں۔ اگر راستے میں گردوغبار بھی ہوتا تو بھی چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹاتے کیونکہ مدینہ منورہ کی خاک میں بھی شفا ہے۔ اسی وجہ سے اس شہر کو مدینۃ الشفاء بھی کہتے ہیں۔

۳...... رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تلقین فرمائی کہ مدینہ منورہ میں ہی موت کی دعا کیا کریں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو مدینہ منورہ میں موت آئیگی میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع بنوں گا۔ (بخاری شریف)

فائدہ...... علماء کا کہنا ہے کہ جو فرمانبردار ہوں گے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی گواہی دیں گے اور گنہگاروں کی شفاعت فرمائینگے۔ اسی وجہ سے سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر دعا فرماتے تھے، اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر میں موت نصیب فرما۔ (بخاری) اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک بار حج کیلئے مکہ مکرمہ گئے باقی سب زندگی اسی اُمید پر مدینہ منورہ میں گزاری کہ یہاں ہی موت نصیب ہو۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... ہر مسلمان کو چاہئے کہ اسی آرزو میں رہے اگر مدینہ سے باہر بھی موت آئی تو حشر مدینہ میں ہی ہوگا (ان شاءاللہ)

٤...... رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی، یا اللہ ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تیرے دوست اور تیرے نبی تھے، انہوں نے مکہ مکرمہ کیلئے دعا کی، میں بھی تیرا بندہ اور رسول ہوں، میں وہی دعا مدینہ منورہ کیلئے کرتا ہوں، اے اللہ مدینہ والوں کو مکہ والوں کی نسبت دوگنی برکت عطا فرما اور ان کے مد وصاع (ناپ اور تول کے پیمانے) میں بھی برکت عطا فرما۔ (بخاری)

۵...... مدینہ منورہ ہر شخص کو اس کے گناہوں کو دُور کرنے میں ایسے مدد دیتا ہے جیسے بھٹی چاندی کو صاف وشفاف کرتی ہے۔

٦...... آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ناشتے میں مدینہ منورہ کی سات عدد عجوہ کھجوریں کھائے تو اُس پر اُس دن کسی زہر یا جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ (بخاری) جبکہ مسلم میں ہے کہ مدینہ منورہ کے ناشتے میں سات کھجوریں کھانے سے اس دن زہر یا جادو کا اثر نہ ہوگا۔

۷...... مسجد نبوی شریف اور مسجد قبا جن کی بنیاد خالصتاً تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی پر ہے۔ مدینہ منورہ میں ہی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منبر قیامت کے دن جنت میں داخل کیلئے سیڑھی ہوگا اور آپ کے منبر اور آپ کے روضہ مبارک کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ دجّال مدینہ منورہ کے حرم کی حدود میں داخل نہیں ہوسکے گا۔ (بخاری)

۸...... رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ والوں کی عزت کرو کیونکہ میں نے نہ صرف مدینہ منورہ کیلئے ہجرت کی بلکہ میری قبر بھی مدینہ منورہ میں ہوگی اور میں قیامت کے دن مدینہ منورہ سے ہی اُٹھونگا۔ پس اہل مدینہ کے حقوق کا خاص خیال رکھو کیونکہ وہ میرے پڑوسی ہیں۔ تم پر واجب ہے کہ میرے پڑوسیوں کی غلطیوں اور لغزشوں کو نظر انداز کرو۔ اگر کوئی شخص میرے پڑوسیوں کو عزت کی نظر سے دیکھے گا تو میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔

انتباہ...... اہل مدینہ خوش بخت ہیں کہ وہ حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمسایہ ہیں باہر سے آنے والے مسلمانوں کا ان پر احترام ضروری ہے۔ ان کے عیوب ونقائص سے صرفِ نظر کرکے جتنا ہوسکے ان سے مروت ومحبت کرنی چاہئے لیکن یہ دُنیوی معاملات میں رہے۔ دِینی اُمور میں یہ حکم نہیں مثلاً مدینہ پاک میں کئی اَدوار گزرے ہیں دورِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں باغی اور بعد کے دور میں یزیدی پھر فاطمی (شیعہ) وغیرہ وغیرہ اب ہمارے دور میں نجدی۔ اس کی تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ امام حرم اور ہم۔

واقعات

اگرچہ حق یہ ہے کہ ان واقعات کا آغاز حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے واقعات سے ہونا چاہئے لیکن وہ فقیر نے اس طرح کے دو رِسالے علیحدہ مرتب کیے ہیں۔

(۱) رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مکی زندگی (۲) رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدنی زندگی

اس رسالہ کا آغاز واقعاتِ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرتا ہوں۔

فضائل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ انبیاء ورسل علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے بعد علی الاطلاق افضل البشر ہیں۔

(۱) مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ کی بے شمار خصوصیات سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کی زندگی میں آپ کے کنبہ کے تمام چھوٹے بڑے اسلام سے نوازے گئے۔ آپ کے تمام خلفاء اور جملہ صحابہ میں افضل ہونے کے بے شمار اسباب ہیں سب سے اہم واعلیٰ عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

(۲) طلوعِ اسلام سے پہلے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت اُنس تھا اور آپ کے جگری دوستوں میں سے تھے۔ دونوں کو ایک دوسرے پر اتنا قوی اعتماد تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام متعارف ہوتے ہی فوراً اسلام قبول کرلیا اور اپنا تن من دھن اسلام کے فروغ میں لگا دیا۔ کئی جلیل القدر صحابہ نے آپ کی تعلیم وتبلیغ سے اسلام قبول کیا۔ مثلاً حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ وغیرہ۔ اس کی مختصر فہرست آئندہ عرض کروں گا۔ (اِن شاءاللہ)

اسلامِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اگرچہ ان کا اسلام لانا از خود عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوا لیکن اُمیّہ نے آپ پر ظلم کے پہاڑ ڈھا دیئے۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف مرأۃ الجمال فی حیاۃ البلال) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُمیّہ سے خرید کر کے آزاد کرنے کی سعادت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئی اس سعادت کے مرتبہ کا کیا کہنا کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خریدنے جارہے تھے تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اسے خریدنے میں مجھے بھی شریک بنالے۔

مکہ میں مشرکوں کے مسلمانوں کو اذیتوں کے نمونے

مشرکین نئے مسلمانوں کو ایسی ایذائیں پہنچاتے کہ اُن کے سننے سے دل تڑپ اُٹھتا ہے، چند واقعات حاضر ہیں:۔

حضرت خباب بن ارت ایک عورت کے غلام تھے۔ آپکے اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین ان کو آگ کے شعلوں پر ڈال دیتے اور ان کے اوپر بھاری پتھر رکھ دیتے تاکہ حضرت خباب حرکت نہ کرسکیں۔ کئی بار آپ کے زخم سے بہتا ہوا خون ان شعلوں کی تمازت کو کم کردیتا۔

فائدہ...... حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خباب، حضرت بلال اور حضرت عامر بن فُہیرہ کو اپنے پیسوں سے خرید کر آزاد کردیا۔ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

زِنّیرہ، نہدیہ اور اُم عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی غلام عورتیں تھیں جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو مشرکین نے انہیں بہت اذیتیں پہنچائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن سب کو خرید کو آزاد کردیا۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارنامے

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور نہایت مختصر ہے لیکن کارنامے ایسے رفیع الشان ہیں کہ اپنی مثال خود ہیں۔

(۱) مرتد ختم نبوت کی بیخ کنی

مسیلمۃ الکذاب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہی دعویٰ نبوت کردیا تھا آپ کے وصال کے بعد اس کا زور بڑھ گیا سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف اس کا زور توڑا بلکہ اس کو ایسا مار مٹایا کہ آج تک ہر مرتد ختم نبوت مسیلمۃ الکذاب کی طرح ذلیل وخوار ہو کر مرتا ہے۔

(۲) مرتدین سے جنگ

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کردیا۔ آپ نے ان سے جہاد کرنا چاہا تو بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ سے کہا، کیا آپ ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں جو صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا کہ جو لوگ زکوٰۃ ادا کرنے سے منکر ہیں وہ یقیناً دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ زکوٰۃ ادا کئے بغیر نماز بھی معلق رہتی ہے پس آپ نے منکرین زکوٰۃ سے قتال کیا اور ایسے غیر اسلامی رجحانات کا قلع قمع کردیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل ان سب کیلئے بہت بڑی یاددہانی ہے جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے منحرف ہیں۔

خصوصیات صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک ایسا وقت تھا کہ کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے، جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سب صحابہ کرام کے گھروں کے مسجد میں کھلنے والے دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے۔ یہ ایک طرح کی پیش گوئی تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خلیفہ بنیں گے۔

فائدہ...... یہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کی دلیل ہے۔

(۱) گھر کا نشان

منبر نبوی سے مغرب کی طرف چلیں پانچویں ستون کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ گھر تھا اور یہ موجودہ باب الصدیق کی سیدھ میں ہے۔ اس سنت کو قائم کرنے کیلئے مسجد نبوی شریف کی ہر توسیع کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازے کو قدرے مغرب کی طرف دِکھایا گیا ہے۔ باب الصدّیق اسی سنت کی اتباع میں ہے اور اس پر خوخۂ حضرت ابوبکر لکھا ہے (خوکہ کے معنی چھوٹا دروازہ) جو نہایت نمایاں ہے۔ باب السلام کے شمال میں پہلا باب الصدّیق ہے اور اس پر خوخۂ ابوبکر موٹے الفاظ میں لکھا ہے۔

(۲) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بلا فصل اور اس کی دلیل

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیماری کے دَوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی امام مقرر کیا گیا یہ بھی آپ کے پہلا خلیفہ بننے کی پیشن گوئی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت ایک تاریخی مقام میں ہوئی جو سقیفہ بنی ساعدہ کے نام سے موسوم ہے یہ جگہ ابھی بھی موجود ہے۔ اگر آپ مسجد نبوی کی غربی جانب نئے باب سعود کی طرف چلیں تو سقیفہ بنو ساعدہ باب سعود ۱۵ واقع ہے۔ اس جگہ اس وقت ایک باغیچہ اور الیکٹرک پاور ہاؤس ہے۔

(۳) جمع القرآن

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جہاد میں کئی حفاظ شہید ہو رہے تھے۔ اس لئے آپ نے قرآن پاک کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کروا دیا جو کہ بہت دُور اندیشی اور غیر معمولی کارنامہ تھا۔

(۴) مال قربان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کی مالی اعانت میں ہمیشہ سرفہرست رہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ راہِ حق میں صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مالی اعانت کا اعلان فرمایا تو آپ نے گھر کی ایک ایک چیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دی اور جب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ نے عرض کیا کہ صرف اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ کیا خوب فرمایا ؎

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس　　　صدیق کیلئے خدا اور اس کا رسول بس

(۵) انتخاب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں کئی صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور اس کی روشنی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام کے مکالمات بہت دلچسپ ہیں۔ مثلاً حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، اگر میرے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا جائے تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، وہ اس منصب کیلئے سب سے موزوں ہیں لیکن سخت مزاج ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، وہ سخت مزاج اس لئے ہیں کیونکہ وہ مجھے نرم مزاج پاتے ہیں جب وہ خلیفہ بنیں گے تو خود بخود سختی کو چھوڑ دیں گے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے دریافت کی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باطن ان کے ظاہر سے بھی اچھا ہے۔ درحقیقت ہم میں سے کوئی بھی ان کا ہم سر نہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ان کی رائے پوچھی تو انہوں نے جواب دیا، میرا خیال ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بہترین جانشین ہوں گے کیونکہ وہ خوش ہونے والی باتوں پر خوش ہوتے ہیں اور ناراض ہونے والی باتوں پر ناراض۔ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بھی بہتر ہے۔ وہ خلافت کیلئے سب سے زیادہ موزوں ہیں۔ اسی طرح کئی اور مہاجرین اور انصار سے بھی مشورہ کیا۔

ابن اثیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتا چلا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنے کیلئے نہایت سنجیدگی سے غور خوض ہو رہا ہے تو آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا! آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سخت مزاج ہیں۔ اس کے باوجود بھی آپ ان کو اپنا جانشین بنانا چاہتے ہیں۔ آپ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس کا جواب کیسے دیں گے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا کہ یا اللہ میں نے تیرے بندوں پر ایک بہترین بندہ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔

فائدہ......ابن اُثیر نے بھی لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات سے پہلے پوچھا، جب سے میں خلیفہ بنا ہوں کون سی نئی اشیاء میری ملکیت میں آئی ہیں؟ انہیں بتایا گیا کہ مندرجہ ذیل تین اشیاء کا اِضافہ ہوا ہے:۔

(۱) ایک اونٹ جو کہ پانی لانے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

(۲) ایک غلام جو کہ نہ صرف بچوں کی دیکھ بال کرتا ہے بلکہ مجاہدین کی تلواروں کو بھی تیز کرتا ہے۔

(۳) کپڑے کا ایک ٹکڑا جس کی قیمت ایک دِرہم سے بھی کم ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ میری وفات کے بعد یہ تینوں چیزوں نئے خلیفہ کے حوالے کردی جائیں۔ جب حضرت عمر کو یہ اشیاء موصول ہوئیں تو وہ زار و قطار رونے لگے اور یہ کہتے جاتے تھے، یا حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ نے ایسی بے نظیر مثال قائم کر کے اپنے جانشین کا کام بہت مشکل کردیا ہے۔

فائدہ......اس واقعہ میں ان افسروں کیلئے سبق ہے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے بعد غیر قانونی طور پر دولت جمع کرلیتے ہیں بلکہ سمجھتے ہیں کہ ابھی ہاتھ پاؤں مارنے کا وقت ہے لیکن انہیں خیال تک نہیں ہوتا کہ یہ سب کچھ اپنی آخرت کی بربادی کیلئے کررہے ہیں کہ مال حرام تیرے لئے دوزخ کے انگارے تیار کررہے ہیں۔

خطبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہوکر ایک وسیع و بلیغ خطبہ دیا۔ جس کی چند سطور یہاں درج ہیں:۔

اے حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب معتمد محرم راز اور مشیر تھے۔ آپ نہ صرف سب سے پہلے اسلام لائے بلکہ سب سے مخلص مومن تھے۔ آپ رفیق غار تھے۔ جب لوگ مرتد ہوئے آپ نے خلافت کا حق ادا کیا اور مرتد عاجز آگئے۔ پس اللہ آپ کو آپ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملا دے۔

جونہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ ختم کیا تو لوگ زار و قطار رونے لگے اور سب نے بیک زبان کہا، ہاں! بیشک اے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے داماد، آپ نے سچ فرمایا۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ......اس خطبہ سے شیعہ حضرات کو عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گیت گا رہے ہیں اور تم انہیں برا بھلا کہہ کر اپنا انجام برباد کرتے ہو!

فضائل حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابتدائی حالات

۱......ابن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ملی کہ ان کے خاندان بنی عدی کی ایک غلام عورت نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ آپ نے اس وقت تک ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ انہیں بہت غصہ آیا۔ آپ کا معمول تھا کہ روزانہ اس عورت کو اتنا مارتے کہ تھک جاتے۔ بالآخر اس مسلمان عورت سے کہتے کہ میں آج تمہیں مزید مارنا بند کررہا ہوں۔ اس عورت کو روزانہ ایسی اذیت دی جاتی حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خرید کر آزاد کردیا۔

۲......الجوزی نے اپنی کتاب تاریخ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عمر خانہ کعبہ کے غلاف کے پیچھے چھپ گئے۔ اسوقت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز ادا کررہے تھے۔ آپ نے سورۃ الحاقہ کی تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی فصاحت وبلاغت سے بہت متاثر ہوئے اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ یقیناً یہ کسی بڑے شاعر کا کلام ہے اس وقت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے الحاقہ آیت نمبر ٤١ کی تلاوت فرمائی...... وما هو بقول شاعر ج قليلا ما تؤمنون ٥ اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں لیکن تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل ہی دل میں کہا، پھر یہ ضرور کسی کاہن کا کلام ہے اس پر رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سورت کی باقی آیات تلاوت فرمائی۔ وہ آیات یہ ہیں:۔

ولا بقول كاهن ط قليلا ما تذكرون ٥ تنزيل من ربّ العالمين ٥ ولو تقول علينا بعض الاقاويل ٥ لاخذنا منه باليمين ٥ ثم لقطعنا منه الوتين ٥ فما منكم من احد عنه حاجزين ٥ وانه لتذكرة للمتقين ٥ وانا لنعلم ان منكم مكذبين ٥ وانه لحسرة على الكٰفرين ٥ وانه الحق اليقين ٥ فسبح باسم ربك العظيم ٥ (الحاقہ:۴۲-۵۲)

اور نہ کسی کاہن کا کمال ہے لیکن تم لوگ بہت کم فکر کرتے ہو (یہ تو) پروردگارِ عالم کا اُتارا (ہوا) ہے۔ اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنالائے تو ہم اُن کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر اُن کی رگ گردن کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا اور یہ (کتاب) تو پرہیزگاروں کیلئے نصیحت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اس کو جھٹلاتے ہیں۔ نیز یہ کافروں کیلئے (موجب) حسرت ہے اور بے شک کہ یہ قابل یقین ہے۔ سو تم اپنے پروردگار کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تلاوتِ قرآن سے میرا دل اتنا متاثر ہوا کہ اس دن مجھے یقین ہوگیا کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے لیکن میں آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑنے کیلئے تیار نہ تھا اور حسبِ معمول اسلام کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کرتا رہا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسلام کی دن بدن ترقی دیکھی نہ گئی۔ایک دن ننگی تلوار لے کر اپنے گھر سے نکلے تا کہ توبہ نعوذ باللہ بانیٔ اسلام کا کام تمام کر دیں اور اسطرح اس نئے مذہب کا قلع قمع ہو۔راستے میں انکا ایک دوست سے ٹکراؤ ہوا۔دوست نے پوچھا کہاں کی ٹھانی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا کام تمام کرنا چاہتا ہوں۔دوست نے کہا، پہلے اپنے گھر کو سنبھالو۔تمہاری بہن اور بہنوئی بھی مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ سے جلدی سے مکان میں داخل ہوگئے اور بہنوئی کو خوب پیٹا۔بہن آڑے آئی تو اسے بھی مار مار کر زخمی کر دیا۔بہن کے چہرے سے خون بہنے لگا۔ بہن پھر بھی کہتی جاتی تھی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ (جل جلالہ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بہن کے چہرے پر خون دیکھ کر رُک گئے اور کہا اچھا وہ دِکھاؤ جو تم پڑھ رہی تھی۔بہن نے کہا، تم ناپاک ہو، پہلے غسل کرو پھر اس کو ہاتھ لگا سکتے ہو۔غسل کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طٰـہٰ کی آیات تلاوت کی:

طـٰہٰ o ما انزلنا علـیـك القرآن لتشـقـی o الا تذكرة لمن يخشیo تـنـزيـلا ممن خلق الارض والسمٰوٰت العلی o الرحمٰن علی العرش استوی o له ما فی والسمٰوٰت وما فی الارض وما بيـنـهما وما تحت الـثـری o وان تجهر بالقول فانه يعلـم السر واخفی o اللّٰه لا اله الا هو ط له الاسمآء الحسنٰی o وهل أتٰـك حديث موسیٰ o اذ رأی نارا فـقـال لاهـلـه امـكـثـوا انی أنـسـت نـارا لعلی أتـيـكم مـنـهـا بـقـبـس او اجد علی النار هدی o فـلمآ اتـهـا نودی يٰموسیٰ o انی انا ربك فاخلع نـعـلـيـك انك بالواد المقدس طوی o وانا اخـتـرتـك فاستمع لما يـوحـی o انـنـی انا اللّٰه لا اله الا انا فاعـبـدنی واقـم الصلـوٰة لـذكـری o

طٰہٰ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ بلکہ اس شخص کو نصیحت دینے کیلئے (نازل کیا ہے) جو خوف رکھتا ہے۔یہ اُس (ذات برتر) کا اُتارا ہوا ہے جس نے زمین اور اونچے اونچے آسمان بنائے (یعنی خدائے رحمٰن) جس نے عرش پر قرار پکڑا۔جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ زمین کی مٹی کے نیچے ہے سب اسی کا ہے اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ بات تک کو جانتا ہے (وہ معبود برحق ہے کہ) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔اُس کے سب نام اچھے ہیں اور کیا تمہیں موسیٰ (کے حال) کی خبر ملی ہے۔ جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم (یہاں) ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں)

شاید اس میں سے میں تمہارے پاس انگاری لاؤں یا آگ (کے مقام) کا راستہ معلوم کر سکوں۔ جب وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ موسیٰ میں تو تمہارا پروردگار ہوں تو اپنا جوتا اُتار دو۔ تم (یہاں) پاک میدان (یعنی طوئی) میں ہو اور میں نے تم کو منتخب کر لیا ہے تو جو حکم دیا جائے اُسے سنو۔ بیشک میں ہی خدا ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں میری عبادت کرو اور میری یاد کیلئے نماز پڑھا کرو۔

تلاوت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ساختہ کہنے لگے، یہ کتنی پیاری اور اعلیٰ کتاب ہے میری بھی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے گھر کی طرف رہبری کرو۔ پس سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور صدق دل سے اسلام قبول کر لیا۔

بخاری میں درج ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تا کہ انہیں آبائی مذہب سے منحرف ہونے پر قتل کر دیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک دوست نے اس گروہ کو بڑی مشکل سے منتشر کیا۔

الجوزی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا، کیا ہم حق پر نہیں خواہ ہم جئیں یا مریں؟ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا، یقیناً ہم حق پر ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور اب ہم اسلام کی تبلیغ اور نماز کی ادائیگی چھپ کر نہیں بلکہ مشرکوں کی موجودگی میں کریں گے۔

اتفاق کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ اُن کا بھی بہت رُعب تھا۔ اب سب مسلمان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں دو قطاروں میں باہر نکلے اور کھلم کھلا نماز پڑھنے اور تبلیغ کرنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت دیکھ کر مشرکوں کے دل جل گئے لیکن انہیں مداخلت کی ہمت نہ ہوئی۔ اسی روز رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو **فاروق اعظم** کا لقب عطا فرمایا۔

بخاری شریف میں درج ہے۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو بہت تقویت اور عزت ملی۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلمانوں پر عظیم احسان ہے لیکن افسوس کہ مسلمان احسان فراموش ہیں بالخصوص شیعہ پارٹی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارنامے

(۱) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ذہین اور دور اندیش تھے۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی کئی تجاویز پسند آئیں اور ان کو قرآنی تعلیمات کے ذریعے آئندہ نسلوں کیلئے فرض کر دیا۔ چند مثالیں حسبِ ذیل ہیں:۔

الف...... بخاری شریف میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! سب قسم کے لوگ آپ سے ملنے آتے ہیں۔ اُن میں سے بعض اچھے ذہن کے ہیں اور بعض اچھے ذہن کے حامل نہیں ہوتے۔ میری درخواست ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو پردہ میں رہنے کی تلقین فرمادیں تاکہ وہ بُرے لوگوں کے شر سے بچ جائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکیلئے یہ آیت نازل فرمادی:

و اذا سالتموھن متاعا فسئلوھن من ورآء حجاب ط ذٰلکم اطھر لقلوبکم و قلوبھن ط

اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو یہ تمہارے اور اُنکے دلوں کیلئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔

اس کے بعد سب مسلمان عورتوں کیلئے بھی آیت نازل فرمائی:

یایھا النبی قل لازوجك و بنٰتك و نسآء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیھن

ذٰلك ادنی ان یعرفن فلا یؤذین ط وکان اللّٰہ غفورا رحیما ط (الاحزاب:۵۹)

اے محبوب! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیجئے کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنی (مونہوں) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر اُن کیلئے موجب شناخت (و امتیاز) ہوگا تو کوئی اُن کو ایذاء نہ دیگا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

(۲) بخاری اور مسلم میں درج ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ربّ تعالیٰ نے تین معاملات میں میری تائید فرمائی:

اوّلاً...... میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمیں مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس نماز ادا کرنی چاہیے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی:

واتخذوا من مقام ابرٰهيم مصلى ط (البقرہ:۱۲۵)

اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اُس کو نماز کی جگہ بنالو۔

دوم......دوسری بات یہ کہ جیسا کہ اوپر ذکر کیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے پردے کے بارے میں حکم صادر فرمایا۔

سوم...... تیسرا یہ کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویوں میں رشک اور قدرے حسد پیدا ہوا جس سے قدرتی طور پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتنی محبت تھی کہ آپ کی تکلیف برداشت نہ کر سکے اور اُمہات مومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو اور خاص کر اپنی بیٹی سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہا کہ اگر تم باز نہ آؤ گی تو اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دیگا۔اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کی آیت نازل فرمادی:

عسى ربه ان طلقكن ان يبدله ازواجا خيرا منكن مسلمٰت
مؤمنٰت قنتت تئبت عبدت سئحت ثيبت وابكارا (التحریم:۵)

اگر پیغمبر تم کو طلاق دیدیں تو عجب نہیں۔اُن کا پروردگار تمہارے بدلے اُن کو تم سے بہتر بیبیاں دے دے مسلمان، صاحبِ ایمان، فرمانبردار توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ رکھنے والیاں، بن شوہر اور کنواریاں۔

ایسی تجاویز کی تفصیل فقیر کے رسالہ قطف الثمر فی موافقات عمر پڑھئے۔

فراست حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل تھے ہر معاملہ کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے اور اپنے فیصلہ کا نہایت جرأت سے اعلان فرماتے مثلاً بدر کی جنگ کے بعد مشرکین کے ستر سردار قید ہوئے۔ اسوقت تک اسیران جنگ اور مال غنیمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت نازل نہ ہوئی تھیں جیسا کہ ترمذی شریف میں ذکر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو فرمایا کہ اسیران جنگ کا معاملہ دو طرح سے نمٹایا جاسکتا ہے۔ ایک یہ کہ سب اسیران جنگ کو قتل کر دیا جائے تاکہ طاقتور دشمن کی کمر ٹوٹ جائے، یا یہ کہ اسیران جنگ سے مالی تعاون لیکر انہیں رہا کر دیا جائے آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنی اپنی رائے پیش کرنے کی دعوت دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی رائے سے اتفاق کیا۔ جبکہ باقی سب صحابہ کرام نے دوسری رائے کو بہتر سمجھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چونکہ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ انہوں نے بھی دوسری رائے پر عمل درآمد فرمایا۔

اسی دوران اللہ تعالیٰ کی طرف وحی نازل ہوئی۔ جس میں دوسری رائے کی ترغیب دینے والے صحابہ کرام کو تنبیہ کی گئی:

ما كان لنبى ان يكون له اسرىٰ حتى يثخن فى الارض تريدون عرض الدنيا والله يريد الآخرة والله عزيز حكيم لولا كتٰب من الله سبق لمسكم فيمآ اخذتم عذاب عظيم (الانفال:٦٧،٦٨)

پیغمبر کو شایاں نہیں کہ اُس کے قبضے میں قیدی رہیں۔ جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہادے
تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور خدا غالب حکمت والا ہے۔
اگر خدا کا حکم پہلے نہ آچکا ہوتا تو جو (فدیہ) تم نے لیا ہے اُس کے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اسیران جنگ اور مال غنیمت کے بارے میں مزید ہدایات نازل فرمائیں اور اُمتِ محمدیہ پر بہت بڑا احسان کیا۔ ان ہدایات کی رُو سے اسیران جنگ کا تاوان اور مال غنیمت اُمتِ محمدیہ کیلئے حلال کر دیئے بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی گذشتہ لغزش معاف کر دی۔

فكلوا مما غنمتم حلٰلا طيبا ج واتقوا الله ان الله غفور رحيم (الانفال:٦٩)

تو جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے اُسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لئے) حلال طیب ہے اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بیشک خدا بخشنے والا ہے۔

اس آیت کے متعلق تفصیل دیکھئے تفسیر اُویسی۔

قرب حضرت عمر رشتہ داری سے

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی۔ اسطرح حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُمہات المؤمنین میں سے ہیں۔ علاوہ ازیں جیسا کہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب الاستیعاب میں اور حافظ ابن حجر العسقلانی نے اپنی کتاب الاصابہ میں لکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی۔ اس شادی کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخر سے کہتے تھے کہ اب میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنبہ کا خونی رشتہ دار بن گیا ہوں۔ شیعہ کا اس میں اختلاف بلکہ انکار ہے۔ دیکھئے رسالہ نکاح عمر بہ اُم کلثوم۔

دورِ حکومت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ حکومت اسلامی طرزِ حکومت کا بہترین نمونہ تھا۔ آپ نے ایران، شام، روم، فلسطین اور ترکی کے بعض حصے فتح کیے۔ آپ نہایت ذہین اور مدبر تھے آپ کا نظام حکومت اصلاحات اور خدمت خلق کا جذبہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ آپ ہی نے اسلامی کلینڈر بھی رائج کیا۔ مسلمانوں پر ایسی فتوحات کا اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں۔

فتح بیت المقدس

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یروشلم کا محاصرہ کیا۔ بالآخر اہل یروشلم مسلمانوں سے صلح نامہ کرنے کیلئے اس شرط پر تیار ہوئے کہ خلیفہ وقت اس صلح نامہ پر دستخط کرنے یروشلم آئیں۔

خود پیدل، سواری پہ غلام آتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک غلام سالم نامی کے ہمراہ یروشلم کیلئے روانہ ہوگئے۔ ان دونوں کے پاس ایک اونٹ تھا۔ جس پر غلام اور آقا باری باری سواری کرتے جبکہ دوسرا ساتھی پیدل چلتا۔ یاد رہے کہ ان کے ساتھ کوئی اور سیکیورٹی یا پہرہ دار نہیں تھا۔ کئی دِنوں کے سفر کے بعد جب یروشلم شہر میں داخل ہونے لگے تو سالم کی سواری کرنے کی باری تھی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ کی نکیل پکڑے پیدل چل رہے تھے۔ سالم نے اپنی باری حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کی لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کیا اور فرمایا کہ اسلام کی دی ہوئی عزت ہمارے لئے کافی ہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹ کی نکیل تھامے اور پیدل چلتے یروشلم میں داخل ہوتے دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باہمی صلح نامہ پر دستخط کیے اور اہل یروشلم کو ہر طرح سے ذاتی اور مالی تحفظ اور امان عطا فرمائی۔ آپ نے ان کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور بغیر کسی روک ٹوک کے عبادت کرنے کی بھی اجازت دی۔ حضرت عمر کا اسی طریقہ سے بیت المقدس آنا حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور علمِ غیب ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف کل کیا ہوگا۔

شہادت عمر

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو حضرت مغیر بن شعبہ کے نصرانی غلام ابولؤلؤ فیروز نے فجر کی نماز کے دوران حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنے خنجر سے حملہ کر دیا۔ آپ شدید زخمی ہوئے اور فرش پر گر پڑے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز مکمل کرائی۔ ابولؤلؤ نے اپنے آپ کو بھی خنجر سے ہلاک کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جانشین کیلئے ایک مجلس شوریٰ مقرر کر دی۔

آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد کے پاس پہنچی۔ حضرت عمر نے انہیں کہا، میں تمہاری آنکھوں پر قابو نہیں پا سکتا لیکن یاد رکھو جس میت پر بین کیا جاتا ہے فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں اسی طرح حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپکے زخم دیکھ کر چیخ اُٹھے۔ ہائے عمر! ہائے عمر! اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، بھائی صبر سے کام لو، کیا تم نہیں جانتے کہ جس پر ماتم کیا جاتا ہے اس پر عذاب ہوتا ہے۔

وقت وفات

وفات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر تھا اور وہ صیت سن رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرا سر زمین پر رکھ دے۔ حضوت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرے زانو اور زمین میں کیا فرق ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرا چہرہ زمین پر رکھ دے۔ شاید خدا مجھ پر مہربان ہو جائے اور رحم کرے۔ یہ آپ کی کسر نفسی اور عجز و نیاز ہے۔

تعزیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ فرمایا، اے عمر! اللہ تم پر رحم کرے تم نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جس کے اعمال پر میں رشک کر کے ویسا ہی بننے کی کوشش کروں خدا کی قسم مجھے یہی گمان غالب ہے کہ اللہ تمہیں تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ (بہشت اور قبر) میں رکھے گا۔ کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اکثر یہ فرماتے سنا، میں گیا اور اب ابوبکر و عمر (ساتھ تھے) میں اندر داخل ہوا اور ابوبکر و عمر (بھی اندر داخل ہوئے) میں باہر نکلا اور ابوبکر و عمر (بھی میرے ساتھ باہر نکلے)۔ اس سے واضح ہے کہ نہ صرف رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے بھائیوں ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا کتنا احترام کرتے تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لیوا اور مصنوعی محب حضرت ابوبکر و عمر سے بغض و عداوت رکھتے اور گالی دیتے ہیں۔ اللہ انہیں حیاء و شرم اور سمجھ دے۔ آمین

سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسلامِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلوع اسلام کے فوراً بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم و تبلیغ سے اسلام قبول کیا۔ آپ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی۔ قریش کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر دونوں نے حبشہ ہجرت کی۔ اُمتِ محمدیہ میں آپ پہلا جوڑا تھا جنہوں نے اسلام کی راہ میں ہجرت فرمائی۔ کچھ عرصہ بعد انہیں یہ خبر ملی کہ اب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کے حالات بہتر ہیں۔ مدینہ منورہ میں سیّدہ رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہو گئیں اور جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدر کی جنگ میں مشغول تھے سیّدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی اور اس طرح آپ نے ذوالنورین کا لقب حاصل کیا (یعنی دو نوروں والے)۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارنامے

۱...... مدینہ منورہ کے بعض مسلمانوں کو روز مرہ استعمال کیلئے پانی دستیاب نہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بئر رومہ ایک یہودی سے خریدا اور مسلمانوں کو مفت پانی مہیا کیا۔ یہ اسلامی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا ٹرسٹ تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس غیر معمولی عمل صالح کی وجہ سے جنت کی بشارت دی۔

۲...... سات ہجری کے دوران رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف کی توسیع کرنا چاہتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی اس توسیع کیلئے مسجد نبوی شریف سے ملحقہ زمین خرید کر مسجد کی مِلک کر دی۔

۳...... حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبوک کی جنگ کیلئے نوسو اونٹ، ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دِینار دیئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسجد نبوی شریف کی مزید توسیع کی۔ اسے نہایت خوبصورت پتھروں سے تعمیر کیا اور سب کام اپنی نگرانی میں کرایا۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مسجد نبوی شریف کی جنوبی دِیوار وہی ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تعمیر کرائی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت

آپ کا ابتدائی دورِ خلافت نہایت پرسکون تھا اور آپ نے ہر حکومتی شعبے کو ترقی دی۔ تاہم وسیع و عریض اسلامی سلطنت کو سنبھالنا قدرے مشکل ہوگیا۔ ابن سبا جو ایک یہودی منافق تھا، نے سازشوں کا جال بچھا دیا۔ بالآخر آپ کو اپنے گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کے دوران شہید کردیا گیا۔ آپ کی شہادت کی داستان نہایت المناک اور طویل ہے۔ آپ کا یہ گھر موجودہ باب بقیع کے سامنے تھا۔ آپ نے دشمنوں کے خلاف لڑائی نہ کی بلکہ اپنی زندگی اس بات پر قربان کردی کہ مسلمانوں کے درمیان خونریزی نہ ہو۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 82 برس تھی۔

ازالۂ وہم...... یاد رہے کہ ان حالات کے دوران حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہایت مخلصانہ رائے بھی دیتے رہے اور وہ حضرت عثمان کے قریبی مشیر تھے۔ ان میں حد درجہ باہمی اعتماد اور احترام تھا۔ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازے پر بطورِ پاسبان مقرر کیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً ایک ماہ تک یہ اہم اور خطرناک ڈیوٹی دی۔ تاہم مجرمین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے عقب سے دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوگئے اور حضرت عثمان کو شہید کردیا۔ اس سے خوارج کا الزام غلط ہے وہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سازش تھی۔

علمِ غیب

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر پہلے دی تھی۔ ایک بار رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُحد پہاڑ پر موجود تھے۔ پہاڑ اچانک تھرتھرانے لگا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک پہاڑ پر آہستہ آہستہ مارا اور ساتھ ہی فرمایا، اے پہاڑ رُک جا! کیونکہ تجھ پر ایک رسول، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ اُحد کا تھرتھرانا یک دم بند ہوگیا۔

مجلسِ شوریٰ

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جانشین کیلئے ایک مجلس شوریٰ مقرر فرمائی۔ اس میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ اس مجلس شوریٰ کی میٹنگ کے دوران حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنانے کیلئے ووٹ دیا۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان کو خلیفہ بنانے کیلئے ووٹ دیا۔ بالآخر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہوئے۔ اس سے صاف واضح ہے کہ ہر دو کو ایک دوسرے کا کتنا احترام تھا لیکن شیعہ نہیں مانتے، نہ مانیں یہ ان کی بدقسمتی ہے کیونکہ

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخر سے یہ کہتے تھے کہ اس شادی کے بعد میں بھی رسول اکرم کے کنبہ کا خونی رشتہ دار بن گیا ہوں۔

اگر ان سب امور کو سامنے رکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کسی قسم کی اَن بَن کا شائبہ تک نہ تھا بلکہ وہ سب ایک دوسرے کے مداح اور مشیر خاص تھے۔ بدقسمتی سے شیعہ لوگ غلط بیانی سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرورش رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر سایہ ہوئی پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے براہِ راست تعلیم وتربیت حاصل کی اور رسول اکرم کے سب اوصاف حمیدہ کو دیکھا سمجھا اور اُن پر عمل پیرا ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن میں ہی اسلام قبول کرلیا اور بچپن ہی سے پختہ ایمان آپ کے دل میں پیوست ہوگیا تھا۔ آپ نے زندگی بھر اپنا چہرہ کسی بُت کے سامنے نہیں جھکایا۔ اسی لئے آپ کے نام کے ساتھ تعظیماً کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تعلیم وتبلیغ کے سلسلہ میں مندجہ ذیل پہلی آیت نازل ہوئی:

وانذر عشیرتک الاقربین ۝

اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈرساؤ۔

یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہدایت اور تعلیم وتبلیغ پہنچایئے۔ پس رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے سب قریبی رشتہ داروں کو کھانے پر مدعو کیا اور کھانے کے دوران اسلام سے متعارف کرایا لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی نے بھی آپ کی بات کی طرف توجہ تک نہ دی اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر نہایت جرأت مندانہ انداز سے کہا گو میری آنکھیں دکھ رہی ہیں، میری ٹانگیں بھی لاغر ہیں اور میں سب سے چھوٹا ہوں پھر بھی میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ساتھی اور معاون رہوں گا۔ قریش کے سرداروں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سن کر بہت زور سے قہقہہ لگایا۔

فضائل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱...... رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی پیاری بیٹی سیّدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے عطا فرمائے جن کا نام حسن، حسین اور محسن (جو کہ بچپن میں ہی فوت ہوگئے تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اس کے علاوہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی دو بیٹیاں تھیں۔

۲...... مکہ کے قریش رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے لیکن وہ بخوبی جانتے تھے کہ رسول اکرم سب سے زیادہ قابل اعتماد اور ایماندار شخص ہیں اسلئے آپ کے بدترین دشمن بھی اپنی قیمتی اشیاء اور زیورات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بطورِ امانت رکھا کرتے تھے اور یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار اور جرأت مند تھے۔ اسی لئے رسول اکرم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ سب امانتیں اُن کو واپس کریں۔ ایسے مشکل وقت میں ایسی ذِمہ داری صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپی جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اعلیٰ صلاحیتوں پر دلالت کرتی ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:...... اس واقعہ سے شیعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بلافصل ثابت کرتے ہیں جو سراسر غلط ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب شیعہ مذہب۔

شیرِ خدا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بے مثال جوانمردی کا مظاہرہ کیا۔ مثلاً جنگِ بدر کی ابتداء ہی میں ولید بن عتبہ نے مسلمانوں کو للکارا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا سامنا کیا اور تھوڑی ہی دیر میں اسے واصل جہنم کیا۔ اس سے مسلمانوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔

اسی طرح غزوۂ احزاب کی لڑائی میں عمرو بن عبدود جو ایک نہایت تجربہ کار جنگجو مشرک تھا وہ اور اس کا گھوڑا خندق کو پھاند کر مسلمانوں کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کیساتھ مقابلہ کرنا چاہا تو اُس نے آپ سے لڑنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کردیا کہ تم تو طفل مکتب ہو۔ میرے پائے کے کسی آدمی کو بھیجو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا مقابلہ کرنے پر مصر ہوئے اور اس مشرک کو بھی آناً فاناً قتل کردیا۔

خیبر کی جنگ کے دوارن مسلمانوں کی ان تھک کوششوں کے باوجود جب قماس نامی قلعہ قمع نہ ہوسکا تو رسول اکرم نے صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ جل جلالہٗ اور رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں ہر مسلمان کی خواہش تھی کہ یہ عزت افزائی اسے ملے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اگلی صبح رسول اکرم نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا۔ اسوقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ اس وجہ سے لوگوں کو حیرت ہوئی لیکن رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور ان ہاتھوں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کو چھوا۔ اللہ کے فضل وکرم سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُکھتی آنکھیں صحت یاب ہوگئیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی قلعے کو فتح کرلیا۔ اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاتح خیبر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ؎

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن
اس زمانے میں کوئی حیدر کرار بھی ہے؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیر معمولی جنگی صلاحیتوں کی وجہ سے آپ کو اسد اللہ (اللہ کے شیر) کا خطاب ملا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کے وقت لوگوں کی امانتیں واپس کرنے پر مامور کیا بلکہ وقتاً فوقتاً غیر معمولی ذمہ داری کے کام بھی آپ ہی کو سونپتے۔ مثلاً سن ۹ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر حج تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مکہ مکرمہ روانگی کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سورۂ برأت نازل ہوئی۔ اس وحی کے احکامات کا اعلان کیا کہ آئندہ کسی غیر مسلم اور کسی شخص کو ننگے جسم سے طواف کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اسطرح حرم شریف کو غیر مسلموں سے پاک کردیا گیا۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... اس سے شیعہ کا الزام غلط ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر الحج تھے لیکن (معاذ اللہ) ان کی نااہلی کی وجہ سے پیچھے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کو منسوخ کیا۔ غلط اسلئے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو مشرکین کیلئے معاہدہ توڑنے کیلئے بھیجا تھا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تفسیر فیض الرحمٰن سورۂ توبہ۔

دورِ خلافت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۱ ذوالحجہ ۳۵ھ کو خلیفہ بنے اکثر مسلمانوں نے آپ کی بیعت کی۔ یہاں تک کہ منافق ابن سبا گروپ نے بھی آپ کی بیعت کی ، چند ممتاز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے آپ کی بیعت نہ کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مثلاً آپ نے اپنی خلافت کے تیسرے دن ابن سبا گروپ کو مدینہ منورہ چھوڑنے کا حکم دیا۔ ابن سبا گروپ نے صاف انکار کر دیا۔ اُن کا مقصد تھا کہ مدینہ منورہ میں رہ کر حالات کے مطابق ریشہ دوانیاں کرتے رہیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ پہلے حکومت کو مستحکم بنایا جائے اور پھر حضرت عثمان کے قاتلوں کا کھوج لگا کر اُن کو سزا دی جائے لیکن بعض ممتاز صحابہ کرام علیہم الرضوان کا خیال تھا کہ خلیفہ وقت کو سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا کھوج لگانا چاہیے ان دونوں اندازِ فکر میں فاصلہ بڑھتا گیا اور اختلافات نے شدت اختیار کر لی۔ اسے کہتے ہیں مشاجرات صحابہ اس میں خاموشی بہتر ہے۔ علاوہ ازیں ایک اور خطرناک گروپ کی تشکیل بھی ہوئی۔ اس کا نام خوارج تھا۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ یہ گروپ خفیہ سازشوں کے ذریعے مسلمانوں کے اکابرین کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز کو آئیں تو تینوں کو ایک ہی دن قتل کر دیا جائے۔ خوارج گروپ نے تین افراد کو اس کام کیلئے نامزد کیا۔ تینوں اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کیلئے متعلقہ مقامات پر پہنچ گئے تاکہ ۱۷ رمضان ۴۱ھ کی صبح کو اسے عملی جامہ پہنائیں۔ اتفاقاً حضرت عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روز فجر کی نماز میں حاضر نہ ہوئے، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معمولی زخموں کے بعد دشمنوں کے نرغے سے نکل جانے میں کامیاب ہوگئے، جبکہ عبداللہ بن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شدید زخمی کر دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اعزاز ہے کہ آپ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی اور شہادت کا مرتبہ ایک مسجد میں ہی ملا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کسے را میسر نہ شد ایں مقام　　　بہ کعبہ ولادت، بہ مسجد شہادت

خطبہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر 23 برس تھی اور آپ کا دورِ خلافت چھ مہینے اور چند دن تھے۔ مسند حسن میں درج ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کے بعد دوسرے روز امام حسن نے مسجد میں خطبہ دیا۔ لوگو! کل تم سے ایک ایسا شخص رُخصت ہوگیا جس سے نہ اگلے علم میں پیش قدمی کر سکے اور نہ پچھلے اس کی برابری کر سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جھنڈا دیتے تھے اور اس کے ہاتھ پر فتح ہو جاتی تھی۔ اس نے چاندی سونا کچھ نہیں چھوڑا۔ صرف اپنے روز ینے (یومیہ الاؤنس) میں سے سات سودِرہم گھر کیلئے جمع کیے (ایک دِرہم تقریباً چار آنے کا ہوتا ہے۔)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبوک کی جنگ کے دوران حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدرے ناخوشی کا اظہار کیا، کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ وہ بھی عملی طور پر جنگ میں حصہ لیں نہ کہ عورتوں اور بچوں کیساتھ مدینہ میں قیام کریں جیسا کہ بخاری میں حضرت سعد بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ تمہارا درجہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسا ہارون علیہ السلام کا درجہ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔ اس سے واضح ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری کے علاوہ اُن کی دیگر اعلیٰ صلاحیتوں کو کتنی قدر و منزلت سے دیکھتے تھے۔

ازالۂ وہم...... شیعہ اس روایت (انت منی بمنزلة هارون موسیٰ) (جو اوپر مذکور ہے) کو خلافت بلافصل کی دلیل بناتے ہیں جو سرا سر غلط ہے اس کے چند وجوہ ہیں:۔

۱ ...... حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں، اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم میرے اس وقت ایسے نائب ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے کہ وہ بھی جب باہر جاتے تو گھریلو و دیگر امور کیلئے ہارون کو نائب بنا کر جاتے یہاں بھی یہی حال ہے اور یقین مانئے کہ چونکہ تبوک جانے آنے میں وقت لگتا تھا گھریلو ضروریات کو پورا کرنے کیلئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کوئی موزوں نہ تھا اسی لئے آپ کو انہی امور کا نائب بنایا اس موقعہ پر کلی طور نائب بھی نہ تھے یہاں تک کہ پانچ وقت نماز کا امام بھی عبداللہ بن اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا گیا۔ اب شیعہ بتائیں! نماز جیسی اہم نیابت بجائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک نابینا صحابی کو امام بنانے کا کیا معنیٰ......!

۲ ...... خلافت شرعی اصل وصال کے بعد ہوتی ہے اس حدیث سے استدلال اسی لئے غلط ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت ہارون علیہ السلام کا وصال پہلے ہوا ہے تو حدیث سے نیابت شرعی مراد نہ ہوئی بلکہ عرضی وہوالمراد۔

۳ ...... یہ حدیث خبر واحد ہے اور خلافت کا مسئلہ عقیدہ ہے اس کیلئے خبر واحد قبول نہیں۔

واقعات غزوات

تمام غزوات کا ذکر موجب طوالت ہے صرف دو واقعات کا عرض کرتا ہوں جو اہم بھی ہیں اور دلچسپ بھی اور ایمان افروز تو ہیں ہی۔

غزوۂ احد

بدر کی جنگ میں مشرکین کے ستر سردار قتل ہوئے اور ستر ہی قید۔ جبکہ صرف چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ مشرکین اس کا بدلہ لینے کیلئے تین ہزار سپاہی، تین ہزار اونٹ، دو سو گھوڑے اور دیگر جنگی سامان کے ساتھ اُحد پہاڑ کے قریب پہنچ گئے۔ اس کے علاوہ اُن کے ہمراہ پندرہ عورتیں بھی تھیں جو کہ گیت گاتیں اور لڑائی کیلئے جذبات اُبھارتیں تھیں۔

شروع میں اسلامی فوج میں ایک ہزار افراد تھے۔ راستے میں منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ چلا گیا۔ حضرت جابر کے والد صاحب نے انہیں یاد دِہانی کے طور پر اللہ کے راستے میں جہاد کی ترغیب دی لیکن انہوں نے ایک نہ سنی۔

انتباہ...... آج تک منافقین کے وارثین کی یہی عادت ہے کہ جو امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل وکمال کا سبب بتائے گا۔ اس سے نہ صرف خود پیچھے ہٹ جائینگے بلکہ دوسروں کو طرح طرح کے خطرات سنا کر روکیں گے مثلاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ کیا کرتے ہیں۔ بعض اوقات تو لڑائی جھگڑے اور مقدمات تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیاست

صرف سات سو مسلمان تین ہزار مشرکوں کے مقابلے میں اُحد پہاڑ کے دامن میں ڈٹ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کی ترتیب و تنظیم نہایت فراست سے کی۔ تیر اندازوں کے ایک گروہ کو ایک پہاڑی پر متعین فرمایا اور صحیح بخاری شریف کے الفاظ کے مطابق انہیں تلقین کی کہ اگر ہمیں چڑیاں اچک رہی ہوں تب بھی اس جگہ کو نہ چھوڑنا حتیٰ کہ میں بلا بھیجوں۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... اس میں سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیاستِ اسلامی کی مہارت تامہ کا ثبوت ہے۔ (اشرف علی تھانوی نے الاضافات میں لکھا کہ کبھی اُمتی سیاست میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ جاتا ہے یہ اس کا بُغض رسول ہے ورنہ کہاں جملہ مخلوق کی سیاست اور کہاں حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم...... نیز اس واقعہ میں علم غیب کا ثبوت بھی ہے۔)

جنگ کا منظر

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انفرادی طور پر مشرکوں کے سورماؤں کا مقابلہ کیا۔ ہر ایک صحابی کو باذن اللہ فتح نصیب ہوئی اور انہوں نے ایک ہی خاندان کے دس افراد کو واصل جہنم کیا۔ یہاں تک کہ اس خاندان کا کوئی مرد باقی نہ بچا جو مشرکوں کا پرچم اُٹھا سکے۔

تیر اندازوں نے بھی شروع شروع میں نہایت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور دشمن کے دستے کو تین بار پسپا کیا۔ اسی دوران ایک مشرک سورما ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس کا نام وحشی تھا (جو کہ بعد میں مسلمان ہو گئے) جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی زد میں آئے تو ان پر اچانک وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اس بڑے نقصان کے باوجود مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا اور مشرکین میدانِ جنگ سے بھاگ رہے تھے۔ بخاری شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دشمن کی عورتیں میدان جنگ سے بے تحاشہ بھاگ رہی تھیں یہاں تک کہ ان کی ٹانگوں کے نچلے حصے ننگے نظر آ رہے تھے۔

جب تیر اندازوں نے جنگ کا یہ نقشہ دیکھا تو فتح سے سرشار مال غنیمت اکٹھا کرنے کیلئے لپک پڑے۔ ان کے سردار حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاددہانی کے باوجود چالیس تیر اندازوں نے اپنے مورچے چھوڑ دیئے اور باقی صرف نو افراد رہ گئے۔ دشمن نے مسلمانوں کی اس کمزوری کو بھانپ لیا اور خالد بن ولید کی سرکردگی میں گھوڑ سواروں نے ایک بار پھر تیر اندازوں پر حملہ کیا اور سب کو شہید کر دیا۔ دشمن کے گھوڑ سواروں نے آگے بڑھ کر مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمان حیران و ششدر رہ گئے اور ان کی تنظیم ٹوٹ گئی۔ کئی مسلمان جان بچانے کیلئے میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے۔ پس فوراً جنگ کی حالت بدل گئی۔ یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال کا کرشمہ ہے کہ حالتِ کفر میں جنگی اُمور میں ماہر کامل تھے پھر اسلام میں سیف اللہ کا لقب پایا۔

ازالۂ وہم...... اس سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر مختار کل ہوتے تو غزوۂ اُحد میں ایسی شکست کیوں! ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت مبارک کا مقصد اشاعت اسلام تھا اور اشاعت اسلام کا جملہ لوازمات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عملی طور پر عمل میں کر کے دکھلائے وہی امور وہی اسباب بروئے کار لائے جو ایک آدمی کو اپنے حیات میں کرنے چاہئیں تا کہ آنے والی نسلیں اسی پر عملی کر کے زندگی بسر کریں اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم اسوة حسنه اس سے اُمت کا بھلا مدنظر تھا کہ وہ آپ کے اسوۂ حسنہ پر زندگی ڈھال کر دارین کی فلاح و بہبود سے مالا مال ہوں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف البشرتیه لتعلیم الامیه۔

درسِ ادب...... اگرچہ فتح شکست کی نسبت سربراہ کی طرف ہوتی ہے لیکن یہاں علماء کرام نے ادب سکھایا ہے کہ یہ کیا جانتے ہیں کہ غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شکست ہوئی بلکہ کہا جائے لشکر اسلام کو معمولی عارضی شکست ہوئی۔

غزوۂ اُحد میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کارنامے

۱......اس مشکل وقت میں بھی کوئی مسلمانوں نے دشمن کا بہت دلیری سے مقابلہ کیا۔ مثلاً حضرت انس بن النصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اُن کے جسم پر ستر زخم تھے ان کی بہن اُن کی لاش کو صرف اُن کی اُنگلیوں سے شناخت کر سکی۔

۲......اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد صرف نو صحابہ علیہم الرضوان تھے دشمن نے اور پیش قدمی کی اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد خونریز جنگ ہونے لگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے والے سات صحابہ علیہم الرضوان ایک ایک کر کے شہید ہوگئے اور جیسا بخاری شریف میں درج ہے کہ اب صرف حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورے مشرکین کا مقابلہ کر کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے۔

غزوۂ اُحد میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دانت کی داستان

دشمن نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک پتھر پھینکا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گر پڑے۔ آپ کا نچلا دانت شہید ہوگیا اور نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہوگیا۔ ایک اور دشمن نے آپ کے ماتھے کو زخمی کر دیا۔ اب آپ کے چہرے سے مسلسل خون بہنے لگا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگرانی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مشرکوں پر تیر چلا رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر بہت خوش تھے اور فرماتے تھے چلاؤ تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی دشمن کا سر توڑ مقابلہ کر رہے تھے اور اس دوران اپنا جسم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ڈھال بنا رکھا تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس دوران ایک ہاتھ زخمی ہوگیا ور آپ کی اُنگلیاں کٹ گئیں۔ ترمذی شریف میں ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چلتے پھرتے شہید کو دیکھنا چاہے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ لے۔

فائدہ...... یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب ہے اور اس کا ردّ ہے جو کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا خبر کہ آئندہ کسی کے ساتھ کیا ہوگا۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اُحد کی جنگ کے دوران دو ایسے افراد کو دیکھا جو کہ سفید کپڑوں میں ملبوس تھے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد اُن کی حفاظت کیلئے بہت زور و شور سے جنگ کر رہے تھے۔ میں نے ان دونوں کو نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔

فائدہ......ایک روایت کے مطابق وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام فرشتے تھے۔ اب دوسرے صحابہ کرام بھی نہایت سرعت سے آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔ ان کی تعداد تقریباً تیں ہوگئی اور ان میں سے ہر ایک نے نہایت جوانمردی کا مظاہرہ کئے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جوانمردی اور قربانی کی مثالیں

۱...... حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بطور ڈھال ایسے کھڑے ہو گئے کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت دشمن کی طرف تھی۔ پس دشمن کے تیروں کی بارش حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت پر ہو رہی تھی اور وہ ذرا بھی نہ ہلتے تھے۔

۲...... حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دانتوں سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خود کی ایک کڑی ان کے چہرے سے نکالی تو حضرت ابو عبیدہ کا نچلا دانت گر گیا۔ پھر دوسری کڑی نکالی تو ایک اور نچلا دانت گر گیا۔

۳...... دشمن نے کچھ گڑھے بھی کھود رکھے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک گڑھے میں گر گئے اور آپ کے گھٹنے میں موچ آ گئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو باہر نکالا۔

٤...... اسلامی فوج کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور آپ نہایت جوانمردی سے لڑ رہے تھے۔ لڑائی کے دوران آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا آپ نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے تھام لیا۔ بعد ازاں آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو آپ نے اسلامی جھنڈے کو سینے اور گردن سے تھامے رکھا اور آپ اسی حالت میں شہید ہوئے۔ حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل وشباہت میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت ملتے تھے اس لئے مشرکین نے یہ افواہ پھیلا دی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اس خبر سے کئی مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے۔

۵...... اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اُن کے خاوند اور دو بیٹے بھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کے طور پر نہایت جانبازی سے لڑ رہے تھے۔ ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی ننگی تلوار لئے دشمنوں پر وار کر رہی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پورے کنبے کی بہادری اور قربانی سے بہت متاثر ہو کر فرمایا...... یا اللہ اس پورے کنبے پر رحم فرما۔

اس کے علاوہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی دعا فرمائی...... یا اللہ اس سب کنبے کو جنت میں میرا ساتھی بنا دے۔

مسلمان عورتیں میدانِ جنگ میں

بخاری شریف میں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ مسلمان عورتیں جنگ ختم ہونے کے بعد میدانِ جنگ میں زخمیوں کو پانی پلانے کیلئے آئیں۔ ان میں سیّدہ عائشہ، اُم سلیم، اُم سلیط اور اُم ایمن (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) تھیں۔

لاشوں کا مثلہ

ابن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد مشرکوں کا خیال تھا کہ حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) شہید ہوگئے ہیں اس سے اُن کا اصل مقصد پورا ہوگیا ہے۔ اب وہ شہداء کی طرف بڑھے اور اُن کے مثلہ میں مشغول ہوگئے۔ شہداء کے ناک، کان اور شرم گاہیں کاٹ کر ہار بنائے۔ ہندہ بنت عتبہ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹ چاک کیا اور کلیجہ نکال کر چبانے لگی۔ (اس کی تفصیل فقیر کا رسالہ حالات حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پڑھیے۔)

اُحد میں عارضی شکست کی وجوہ

مسلمانوں کی فتح کے شکست میں بدل جانے کی تین وجوہات تھیں:۔

۱ ...... تیر اندازوں کا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت سے انحراف۔

۲ ...... رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ۔

۳ ...... میدانِ جنگ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت کے متعلق نافرمانی۔

ازالۂ وہم ...... سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے حرمتی کرنے والی ہندہ زوجہ ابو سفیان اور والدہ امیر معاویہ اور مثلہ کرنے والے حضرت وحشی صحابی کو برا بھلا اور اُن کی مذمت کرنا اپنا انجام برباد کرنا ہے۔ کیونکہ ان کی یہ خطا دورانِ کفر ہے۔ اسلام لانے کے بعد وہ لاکھوں کروڑوں بلکہ جملہ اولیاء اغواث، اقطاب، ابدال سے افضل ہیں جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قائدہ بتایا کہ **الاسلام لیدم ما معنی** اسلام گزرے ہوئے کرتوت اور خطائیں مٹا دیتا ہے۔

ازالۂ وہم ...... قرآنی آیات پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بعض لغزشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اُن کی حوصلہ افزائی فرما رہا ہے۔ بلکہ معاف فرما رہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان لغزشوں کا آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صحابہ کرام سے جو لغزش ہوئی یقیناً اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا حلم والا ہے۔ یہاں تک کہ خطا کے وقت بھی سزا نہیں دیتا۔

فائدہ ...... اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی لغزش کے باوجود اُن کو رحمت سے نوازا اور وہ یوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر لڑائی کے میدان میں اُونگھ طاری کردی۔ اس سے اُنکی تھکاوٹ وغیرہ غائب ہوگئی پس میدانِ جنگ میں نیند اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جبکہ جہاد کے دوران نیند کا آنا بڑا مشکل امر ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راضی ہونے کی علامت ہے یہ ایسے ہے جیسے غزوۂ بدر میں ہوا کہ دورانِ جنگ اُن پر اُونگھ طاری کردی۔

جسے ربّ رکھے اُسے کون چکھے

جب منافق عبداللہ بن اُبَی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت اسلامی فوج سے علیحدہ ہوکر واپس مدینہ منورہ چلا گیا تو اس کا اثر دوسرے قبیلوں پر بھی ہوا۔ مثلاً بنی حارثہ اور بنی سلمہ نے چاہا کہ وہ بھی منافقوں کی روش اختیار کریں لیکن اللہ تعالیٰ کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر عنایت کے باعث دونوں قبیلوں کو نامرادی کا شکار نہ ہونے دیا اور اُن کے اِس خیال کو تقویت نہ ملی بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کا مددگار تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اذ همت طآئفتٰن منكن ان تفشلا والله وليهما ط وعلى الله فليتوكل المؤمنون (آل عمران:۱۲۲)

اس وقت تم میں سے دو جماعتوں نے جی چھوڑ دینا چاہا مگر خدا اُن کا مددگار تھا اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

یہ دونوں قبیلے فخر سے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی اور مددگار ہے۔ سوچئے جب صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعض اُمور میں لغزش کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے اور اُن پر رحمت کرتا ہے تو اس کے برعکس جب صحابہ کرام علیہم الرضوان دِن رات اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اُمور سرانجام پاتے تھے تو اُن سے اللہ تعالیٰ کتنا زیادہ خوش ہوتا ہوگا۔

یہاں ایک اور بات قابل غور ہے وہ یہ کہ نہ صرف اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی لغزشوں کو معاف فرمایا بلکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم دیا۔ کما قال تعالیٰ:۔

فاعف عنهم واستغفرلهم وشاورهم فى الامر ج (آل عمران:۱۵۹)

آپ اُن کو معاف کردو اور اُن کیلئے (خدا سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سے مشاورت کیا کرو۔

فائدہ......اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دی گئی اِن چار ہدایات کے فوائد:۔

۱......صحابہ کرام علیہم الرضوان کی لغزشوں کے باوجود اُن کو بالکل معاف کردیں۔

۲......آپ اُن کے حق میں دعا فرمائیں۔

۳......آپ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہ اُن کو معاف فرمادے۔

٤......ضروری اُمور میں اُن سے مشورہ کریں پس عملی طور پر اُن کی عزت افزائی فرمائیں۔

یقیناً کسی اور مذہب میں ایسی اعلیٰ اقدار اور وسیع القلبی نہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان پر اللہ تعالیٰ کا ایک اور احسان

جیسا کہ واضح ہے کہ اس جنگ کے آخری لمحات میں مشرکین کو فتح نصیب ہوئی۔ وہ بہت آسانی سے مدینہ منورہ پر دھاوا بول سکتے تھے اور مسلمان عورتوں اور بچوں کو بے پناہ نقصان پہنچا سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دِلوں میں ایک خوف سا طاری کر دیا اور وہ خوف کے زیرِ اثر واپس مکہ مکرمہ چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بمآ اشرکوا باللہ مالم ینزل بہٖ

سلطٰنا وما واھم النار ج وبئس مثوی الظٰلمین (آل عمران:۱۵۱)

ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رُعب بٹھا دیں گے کیونکہ یہ خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں

جس کی اُس نے کوئی بھی دلیل نازل نہیں کی اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے وہ ظالموں کا بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

بعد غزوۂ احد

جنگ کے بعد بھی عجیب وغریب اور بڑے دلچسپ واقعات ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر ترک کر کے ناظرین کو کتب سیر کے مطالعہ کا مشورہ دیتا ہے۔

غزوۂ احزاب یا خندق

اس غزوہ کا میدان جنگ مدینہ منورہ سے تقریباً تیس کلومیٹر دُور ہے۔ کفار مدینہ منورہ کے بالکل قریب پہنچ کر مسلمانوں کو روئے زمین سے ہمیشہ کیلئے ختم کرنا چاہتے تھے۔ مکہ مکرمہ کے مشرکین مدینہ منورہ کے یہود اور کوئی دوسرے قبائل نے اتفاق اور اتحاد کر کے ۱۵-۱۶ ہزار کی نفری جمع کر لی۔ اس لئے اسے غزوۂ احزاب کہتے ہیں (احزاب کے معنی ہیں گروپ یا گروہ)۔ خندق بھی ہے اس لئے کہ اس میں خندق گڑھے کھودے گئے تھے۔

جنگ کا سبب

مدینہ منورہ سے بیس یہودیوں کا وفد مکہ مکرمہ گیا اور قریش کو مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ ان یہودیوں نے ایک جنگجو قبیلہ بنوغطفان کو بھی مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے اس شرط پر تیار کرلیا کہ اس سال خیبر کے علاقہ کی آدھی (ایک اور روایت کے مطابق ساری) کھجوریں بنوغطفان کو عطیہ کے طور پر دیں گے۔ بنونضیر کا سردار حی بن اخطب تھا۔ وہ یہودی قبیلہ بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا۔ کعب بن اسد بھی کچھ تامّل کے بعد احزاب میں شمولیت کیلئے تیار ہوگیا یہ مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی سمجھوتہ کے سراسر خلاف ورزی تھی۔ اس طرح ایک گروہ کفار مکہ کے پاس پہنچ گیا مسلمانوں کیلئے یہ ایک نہایت پر کٹھن امر تھا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مخالفین کی اس غلط کارگزاری سے پریشانی کے بجائے ہوشیاری دکھائی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

جوابی کاروائی کی تیاری

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ کا سن کر جوابی کارروائی کیلئے ایک مجلس شوریٰ قائم کردی جس میں حضرت سلمان فارسی، حضرت علی، حضرت عمر، حضرت سعد بن معاذ، حضرت عثمان اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھے۔

احزاب کے میدان میں مساجد بعض جو اکابرین کے نام سے موسوم ہیں یہ سبع مساجد کے نام سے مشہور تھیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائے دی کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان ایک خندق کھودی جائے تاکہ دشمن مسلمانوں کی طرف پیش قدمی نہ کرسکیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ رائے پسند آئی۔ آپ نے مسلمانوں کے کئی گروپ بنادیئے اور گروپ کو چالیس گز لمبی اور پانچ گز گہری خندق کھودنی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود بھی اپنے حصے کی خندق کھودی۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت تعلیم الامت کا ایک نمونہ یہ عمل بھی ہے۔

حضور اکرم نورِ مجسم شافع یوم نشور رحمت کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکمتِ عملی کے مطابق اب خندق دشمنوں اور مسلمانوں کے درمیان حائل تھی اور مسلمانوں کی پشت میں سلع پہاڑ تھا اس لئے دشمن سامنے اور پشت سے حملہ آور نہ ہوسکتا تھا۔ خندق کی کھدائی بہت مشکل کام تھا۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے..... حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شدید بھوک کا تذکرہ کیا اور اپنے پیٹ پر باندھا ہوا پتھر دکھایا۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اُٹھایا تو آپ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

انتباہ...... یہ پتھر باندھنا مجبوری و بے کسی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ یہ بھی تعلیم اُمت کیلئے تھا اور اس میں ایک سربستہ راز کا انکشاف بھی تھا۔ (تفصیل دیکھئے البشریہ تقریر تفسیر روح البیان)

معجزات

اس جنگ کے دوران ہی کئی معجزات رونما ہوئے۔

۱ ...... بخاری شریف میں درج ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرے مبارک پر شدید بھوک اور کمزوری کے آثار دیکھے۔ اُنہوں نے گھر جا کر ایک چھوٹا بکرا ذبح کیا اور اُن کی اہلیہ صاحبہ نے تقریباً اڑھائی کلو آٹے کی روٹیاں پکائیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی اور درخواست کی اپنے ساتھ چند صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کو بھی لائیے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ تقریباً ایک ہزار صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کی اہلیہ اتنے مہمانوں کو دیکھ کر فکر مند ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کھانا تقسیم فرمایا۔ سب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور پھر بھی کچھ کھانا بچ گیا جو کہ پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ بنو حرام سے تھے۔ سلع پہاڑ کے مغربی دامن میں اب بھی مسجد بنو حرام موجود ہے۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر اس مسجد کی جگہ یا اس کے پاس تھا۔ یہ وہی واقعہ ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے مُردے اور ذبح کردہ بکری زندہ کی۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردے زندہ کئے)۔

۲ ...... ابن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن مٹھی بھر کھجوریں لیکر میدانِ جنگ میں آئیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے کھجوریں مانگیں اور زمین پر ایک کپڑا بچھا کر اس پر یہ کھجوریں ڈال دیں۔ پھر سب مجاہدین کو دعوت دی۔ بفضل خدا سب مسلمانوں نے دل بھر کر کھجوریں کھائیں۔

فائدہ ...... کپڑے پر بکھری ہوئی کھجوریں بجائے کم ہونے کے بڑھتی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ کپڑے کے کنارے سے باہر گرنے لگیں۔

عقلی دلیل ...... نیچری فرقہ اور دیگر اعدائے اسلام ایسے معجزات کو خلاف عقل کہہ کر ٹھکراتے ہیں حالانکہ ایسے معجزات عقل والوں کے نزدیک بھی حق ہے اس لئے کہ جس پانی کی ٹوٹی کا ٹینکی سے کنکشن ہے اس ٹوٹی کا پانی کم نہ ہوگا اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایسے معجزات کا کنکشن حوض وغیرہ سے لگا دیتے ہیں۔

علمِ غیب اور اختیار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوارن ایک سخت چٹان آگئی یہ بات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نوٹس میں لائی گئی۔ آپ وہاں تشریف لے گئے اور مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر کھدائی کے آلہ سے اس چٹان پر ضرب لگائی۔

وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا ٥

اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں مکمل ہیں۔

اس چٹان سے ایک چنگاری نکلی اور اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوبارہ مندرجہ ذیل آیت پڑھی اور دوسری ضرب لگائی اور آیت پڑھی:

وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا ج لا مبدل لکلمٰت ط

اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں مکمل ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

پھر ایک چنگاری نکلی اور ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیسری بار پھر آیت پڑھ کر ضرب لگائی:

وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا ج لا مبدل لکلمٰت ط وھو السمیع العلیم ٥

اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں مکمل ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سنتا جانتا ہے۔

تیسری بار پھر چنگاری نکلی اور باقی ماندہ چٹان بالکل چکنا چور ہوگئی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے دیکھا کہ آپ کی ہر ضرب کے ساتھ چٹان سے ایک چنگاری نکلی۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی چنگاری میں مَیں نے شام کے سرخ محل دیکھے اور جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ آپ کی قوم اِن کو فتح کرے گی۔ دوسری چنگاری میں مَیں نے ایران کے سفید محل دیکھے اور جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی قوم ایران کو بھی فتح کرے گی۔ تیسری چنگاری کے دوران مجھے یمن کی چابیاں دی گئیں اور مجھے بتایا گیا کہ آپکی قوم یمن کو بھی فتح کرے گی۔

عقیدۂ صحابہ اور منافقین

مسلمان یہ خبریں سن کر بہت خوش ہوئے اور انکے حوصلے بڑھ گئے اُنکے دِلوں میں ذرا بھر شک وشبہ نہ ہوا۔ جبکہ اسی جنگ میں موجود منافقین مذاق اُڑانے لگے۔ ایک دوسرے سے کہتے کہ ان کو اوران کے رسول کو کیا ہوگیا ہے۔ کھانے کو روٹی نہیں، پیٹوں پر پتھر باندھے ہیں جبکہ عظیم الشان سلطنتوں کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

لطیفہ...... یہ واقعہ تمام محدثین ومفسرین نے سندات صحیحہ سے بیان کیا ہے۔

لطیفہ...... اس واقعہ میں آج کے اہلسنّت موجود ہوتے تو الحمدللہ وہی کہتے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے کہا اور اگر دورِ حاضرہ کے وہابی دیوبندی ہوتے تو یہی کہتے جو منافقین نے کہا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہلسنّت صحابہ کرام علیہم الرضوان کے وارِث ہیں اور وہابی دیوبندی اور ان کے ہمنوا فرقے جیسے نیچری، پرویزی، چکڑ والوی، مودودی وغیرہ وغیرہ منافقین کے وارث ہیں۔ مزید تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ صحابہ کرام کے وارث کون؟

منافقین کے اقوال اور احوال

غزوۂ احزاب کے دوران بھی ایسے منافق موجود تھے۔ اللہ تعالٰی سب کے دلوں کے حالات جانتا ہے۔ اللہ تعالٰی نے سورۂ احزاب میں اِن منافقوں کے اقوال واعمال کو ظاہر کردیا۔ چند مثالیں حسبِ ذیل ہیں:۔

۱ ...... جب منافقوں نے کثیر التعداد دشمن کو دیکھا تو چلا اُٹھے کہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول نے فی الحقیقت ہمیں دھوکا دیا ہے (معاذ اللہ) کہ سبز باغ دکھا کر ہمیں جنگ میں لے آئے۔ چنانچہ فرمایا:۔

واذ یقول المنٰفقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللّٰہ و رسولہ الا غرورا (الاحزاب:۱۲)

اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی کہنے لگے کہ خدا اور اس کے رسول نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔

اسی لئے منافقوں نے مسلمانوں سے کہا کہ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ تم اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا:

واذ قالت طآئفة منھم یاھل یثرب لا مقام لکم فارجعوا ج (الاحزاب:۱۳)

اور جب اُن میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہل مدینہ (یہاں) تمہارے لئے (ٹھہرنے کا) مقام نہیں تم لوٹ چلو۔

۲......بعض منافقوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ عذر کیا کہ ہمارے گھر اور بیوی بچے خطرے میں ہیں۔اس لئے ہمیں واپس مدینہ منورہ جانے کی اجازت دی جائے۔اللہ تعالیٰ نے اُن کے بہانے اور فریب کو کھول دیا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و یستاذن فریق منهم النبی یقولون ان بیوتنا عورة ط وما هی بعورة ج ان یریدون الا فرارا o

اور ایک گروہ اُن میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے لگا کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں

حالانکہ کھلے نہیں تھے، وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔ (الاحزاب:۱۳)

۳......بعض منافق نہ صرف خود جنگ میں شامل نہ ہوئے بلکہ انہوں نے دوسرے رشتہ داروں کو بھی اس کی ترغیب دی:۔

قد یعلم الله المعوقین منکم والقآئلین لاخوٰنهم هلم الینا ولا یاتون الباس الا قلیلا o (الاحزاب:۱۸)

خدا تم میں سے اُن لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں

اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم۔

فائدہ...... اللہ تعالیٰ نے اِن منافقوں کی نشاندہی کر دی۔فرمایا کہ جب اُن پر کوئی خوف طاری ہوتا ہے تو اُن کی آنکھوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے جیسے کہ موت کے طاری ہونے کے وقت آنکھیں پتھر جیسی ہو جاتی ہیں اور جب ختم ہوتا ہے تو آپ سے تیز زبان اور گستاخی سے مخاطب ہوتے ہیں:۔

فاذا جآء الخوف رایتهم ینظرون الیك تدور اعینهم کالذی یغشیٰ علیه من الموت ج فاذا ذهب الخوف سلقوکم بالسنة حداد اشحة علی الخیر ط اولٰٓئك لم یؤمنوا فاحبط الله اعمالهم ط وکان ذٰلك علی الله یسیرا o (الاحزاب:۱۹)

پھر جب ڈر (کا وقت) آئے تو تم اُن کو دیکھو کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) اُن کی آنکھیں (اس طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آرہی ہو۔پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل کریں یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو خدا نے اُن کے اعمال برباد کر دیئے اور یہ خدا کو آسان تھا۔

سورۃ الاحزاب میں اس جنگ کے دوران منافقوں کی کئی اور ذلیل حرکتوں کا بھی ذکر ہے۔تفصیل دیکھئے فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان سورۃ الاحزاب میں۔

صحابہ مخلصین (مومنین) کے عقیدہ کی تفصیل

جب مخلصین مومنین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اتنے بڑے جنگجو لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولما را المؤمنین الاحزاب قالوا ھٰذا ما وعدنا اللّٰہ و رسولہ

و صدق اللّٰہ و رسولہ وما زادھم الا ایمانا و تسلیما ○ (الاحزاب:۲۲)

اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا خدا اور اُس کے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اُس کے پیغمبر نے سچ کہا تھا اور اس سے اُن کا ایمان اور اِطاعت اور زیادہ ہوگئی۔

اس کی وجہ ظاہر ہے مومنین قرآن پاک کی تعلیمات پر پختہ ایمان رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور کامل عاشق تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباسآء والضرآء

وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین اٰمنوا معه متیٰ نصر اللّٰہ الا ان نصر اللّٰہ قریب ○

کیا تم خیال کرتے ہو کہ (یونہی) بہشت میں داخل کر دیئے جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ اُن کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے سب پکار اُٹھے کہ کب خدا کی مدد آئے گی۔ دیکھو خدا کی مدد عنقریب (آیا چاہتی) ہے۔

سچے اور کامل عاشق کی نشانی

مومنین کا صرف زبانی کلامی ایمان نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے وعدوں پر پورے اُترے یعنی بعض شہید ہوگئے اور باقی بے تابی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کیلئے منتظر ہیں۔ ان کے اِرادوں میں ذرا بھر فرق نمودار نہیں ہوا۔

من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللّٰہ علیه فمنھم من قضٰی

نحبه و منھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا ○ (الاحزاب:۲۳)

مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار اُنہوں نے خدا سے کیا تھا اُس کو سچ کر دکھایا۔ تو اُن میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہوگئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔

معجزات اور کفر و اسلام کے مقابلہ کا انجام

مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ دونوں فوجیں تقریباً ایک ماہ تک ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈالے پڑی رہیں۔

اس دوران چند معجزات بھی ظاہر ہوئے:۔

۱ ...... مشرکوں اور یہودیوں کے درمیان معجزانہ طریقہ سے نااتفاقی پڑگئی اور وہ ایک دوسرے کا اعتماد کھو بیٹھے۔

۲ ...... اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت سرد ہوا کا طوفان بھیجا جس کا اثر دونوں فوجوں پر ہوا لیکن مشرکوں کے خیمے اُڑ گئے اور وہ اس سردی کی تاب نہ لا سکے۔ اس سے مشرک مایوس ہو کر غصے سے بھرے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

فائدہ...... دراصل اس سے مشرکوں کی کمر ٹوٹ گئی اور انہیں آئندہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

۳ ...... علم غیب ...... بخاری شریف میں حضرت سلیمان بن صرد بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری فوجیں اُن کی پیش قدمی کریں گی۔

تصدیق...... اس ارشاد گرامی کی تصدیق بعد کی جنگوں اور سرایا سے ہوتی ہے کہ اسی طرح ہوا، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی با اختیار باتیں

کھدائی کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو شام، ایران اور یمن کی طاقتوں کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی:۔

قل اللھم مٰلك الملك تؤتي الملك من تشآء و تنزع الملك ممن تشآء

و تعز من تشآء و تذل من تشآء بيدك الخير انك علىٰ كل شئ قدير

کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے

اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر۔

فائدہ...... تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے شام ایران اور یمن کی عالی شان سلطنتوں کو فتح کیا اور اس کی تفصیل کتب سیر و شروح، کتب احادیث اور قرآن مجید کی تفاسیر میں مفصل و شرح سے ہے۔ چونکہ اس رسالہ کا موضوع مدینہ پاک کے اہم واقعات کا بیان مطلوب ہے اسی لئے یہود کے متعلق کچھ لکھتا ہوں تاکہ بھولے بھالے مسلمانوں کو یقین ہو کہ موجودہ یہود مسلمانوں کے کیسے برے دشمن ہیں۔

مدینہ منورہ کے قدیم یہودی قبائل

سابق دور میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ہدایت عطا فرمائی اور وہ تورات سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآنی ہدایات کے بارے میں واضح طور پر جانتے تھے۔ یہاں تک کہ وقت اور مقام کا تعین بھی کر دیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے یہودی قبیلے شام سے نقل مکانی کر کے مدینہ منورہ کے گرد نواح میں آباد ہو گئے۔

الذین آتینٰہم الکتٰب یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق و ھم یعلمون o

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر آخر الزماں اور قرآن) کو اس طرح پہچانتے ہیں

جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے۔

قدیم یہودیوں کی تمنا

ان قبائل کی دِلی خواہش تھی کہ وہ سب سے پہلے نبی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائینگے اور ان کی مدد سے سب دشمنوں کو زیر کر لینگے یہ بات فخریہ طور پر علی الاعلان کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولما جآء ھم کتٰب من عند اللّٰہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون

علی الذین کفروا فلما جآء ھم ما عرفوا کفروا بہٖ ج فلعنۃ اللّٰہ علی الکٰفرین o

اور جب خدا کے ہاں سے اُن پاس کتاب آئی جو اُن کی (آسمانی) کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے جب اُن کے پاس آ پہنچی تو اُس سے کافر ہو گئے پس کافروں پر خدا کی لعنت۔

مدینہ میں آمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بغض یہودی

جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو یہودی قبائل نے جاننے پہچاننے کے باوجود آپ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ اس کی ایک دلیل یہ پیش کی کہ **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) **اسماعیل** (علیہ السلام) کی اولاد سے ہیں جبکہ یہودیوں کے سب نبی اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔

اعلیٰ سیاست رسول

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدمزگی پیدا کرنے کی بجائے ان قبائل سے ایک باہمی سمجھوتہ کرلیا، تاکہ سب گروپ سکون سے زندگی بسر کرسکیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ بہت بڑی دُور اندیشی اور اعلیٰ سیاست تھی یعنی خود سکون سے زندگی بسر کریں اور دوسروں کو بھی سکون سے زندگی بسر کرنے دیں۔ اس سمجھوتے کی چند شرائط یہ تھیں:۔

١...... یہودی مسلمانوں کے خلاف نہ لڑیں گے۔

٢...... اگر کوئی مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو یہودی اس کی مدد نہ کریں گے (یہ دشمن کو زیر کرنے کی تدبیر ہے)۔

٣...... اگر کوئی گروپ یہودیوں پر حملہ کرے گا تو مسلمان یہودیوں کی مدد کریں گے۔ یہ بھی وہی تدبیر ہے۔ مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کا یہ پہلا اور بہت اہم تاریخی سمجھوتہ تھا۔

مذکورہ بالا یہودی قبائل مدینہ منورہ سے تقریباً اڑھائی میل جنوب کی طرف آباد تھے۔ یہ بہت امیر تھے اور ان کے بڑے بڑے باغات تھے اور ان کے نہ صرف رہائش کیلئے عالی شان مکان ہوتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی حفاظت کیلئے نہایت مضبوط قلعے بھی تعمیر کئے ہوئے تھے۔ اُن کے محلات اور قلعوں کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔ جو عبرت کیلئے آج بھی موجود ہیں۔

ہم شان رسالت اور گستاخان نبوت یعنی یہودیوں کے عالیشان موالات و بنگلہ جات اور باغات کو کھنڈروں کی حالت کی سیر کرتے ہیں اے زائر مدینہ مسجد نبوی پر قربان روڈ (جو کہ امیر عبدالمحسن روڈ بھی کہلاتی ہے) پر جنوب کی طرف جایئے۔ پہلی ٹریفک لائٹ کی دائیں طرف جمعہ مسجد ہے قربان روڈ پر آگے بڑھئے۔ دوسری ٹریفک لائٹ پر الہجرہ روڈ ہے جو کہ مسجد قباء کی طرف لے جاتی ہے۔ آپ اس لائٹ پر بھی آگے بڑھ جایئے حتیٰ کہ قربان روڈ پر تیسری ٹریفک لائٹ آجائے۔ یہ مدینہ منورہ کا وسطی روڈ ہے۔ اگر آپ اس ٹریفک لائٹ پر دائیں کو مڑیں گے تو آپ کے گرد و نواح میں یہودی قبیلہ بنونضیر کے کھنڈرات نظر آئیں گے۔ اگر آپ تیسری ٹریفک لائٹ پر اور آگے بڑھیں یعنی قربان روڈ پر اور جنوب میں جائیں تو آپ مدینہ منورہ کی دوسری دوری روڈ پر پہنچ جائیں گے۔ آپ دوسری دوری روڈ کے باہر کی طرف نظر دوڑائیں تو ایک سیاہ پہاڑ نظر آئے گا۔ اس کا نام بنوقریظہ پہاڑ ہے۔ یہیں پر یہودی قبیلہ بنوقریظہ آباد تھا۔ دراصل مستشفیٰ وطنی اور بنوقریظہ پہاڑ کے درمیانی حصہ میں اس قبیلہ کے باغات اور بستیاں تھیں اور قلعہ اس پہاڑ کے قریب تھا۔ اب ان دو قبیلوں کے حالات باری باری حاضر کئے جائیں گے۔ یاد رہے کہ ان دونوں قبیلوں کا دورِ اسلام میں کافی ذکر آتا ہے۔ انہیں کے بعض خوش قسمتوں کو دولتِ اسلام بھی نصیب ہوئی۔ ضمناً مختصراً ان کا ذکر خیر بھی آئے گا اور اسلام دشمنوں کا بھی۔

بنو نضیر

بنو نضیر کا سردار کعب بن اشرف تھا۔ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کو اُکسانے اور ان کی مدد کرنے میں مشغول رہتا تھا۔ مثلاً ایک بار کعب بن اشرف چالیس افراد کے ہمراہ ایک وفد کی صورت میں مشرکین مکہ کے پاس پہنچا اور ان کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ مشرکین نے کعب بن اشرف سے پوچھا کہ اسکی نظر میں ہمارا مذہب اچھا ہے یا کہ مسلمانوں کا مذہب۔ کعب بن اشرف گو اہل کتاب تھا۔ لیکن دنیاوی مفاد کے پیش نظر مذہب کو بھی بیچ دیا۔ اس نے مشرکوں سے کہا کہ یقیناً ان کا مذہب مسلمانوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا:

الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یؤمنون بالجبت والطاغوت

ویقولون للذین کفروا ھٰؤلا اھدیٰ من الذین اٰمنوا سبیلا ٥

بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا ہے کہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں

اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت سیدھے رستے پر ہیں۔

ایسی بات چیت کے بعد دونوں فریقوں میں یہ معاہدہ طے ہوا کہ وہ مل کر مسلمانوں سے لڑائی کریں گے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس معاہدے سے مطلع فرمایا۔ کعب بن اشرف کی خیانت آشکار ہوگئی۔ یہ مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی معاہدہ کی سراسر خلاف ورزی تھی۔ پس رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کعب بن اشرف کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ کام سرانجام دیا۔

فائدہ...... ثابت ہوا کہ گستاخِ رسول واجب القتل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے شہید کرنے کا منصوبہ

ایکبار رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بنو نضیر کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس قبیلہ نے آپ کو قتل کرنے کا یہ سنہری موقع سمجھا۔ پس آپ کو ایک دِیوار کے سائے میں بٹھایا اور ان کی سازش کے مطابق دیوار سے ایک بڑا پتھر گرا کر آپ کو ہلاک کرنا مقصود تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو اس ذلیل سازش سے مطلع فرمایا۔ آپ فی الفور اُٹھ کر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

یہود کو شہر بدری کا حکم

اب رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بنو نضیر کو یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ تم نے باہمی سمجھوتے کی کھلی خلاف ورزی کی ہے۔ پس میں تم کو دس دِن کی مہلت دیتا ہوں کہ اس علاقہ سے نکل کر کہیں اور چلے جاؤ۔

منافقین کی شرارت

منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی نے بنونضیر کو تھپکی دی اور کہا تم اپنے گھروں میں ڈٹ جاؤ اور کسی دوسری جگہ کوچ کرنے کا اِرادہ ترک کردو۔ میں دو ہزار ساتھیوں کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا۔

یہ سنتے ہی بنونضیر نے نقل مکانی کرنے سے صاف انکار کردیا اور اپنے مضبوط قلعے میں بیٹھ گئے۔ مسلمانوں نے قلعے کا محاصرہ کرلیا۔ بنونضیر نے قلعے کے اندر سے مسلمانوں پر خوب تیر برسائے۔ مسلمانوں نے انکے قیمتی باغات کے درختوں کو کاٹنا اور جلانا شروع کردیا منافقین کا ایک شخص بھی بنونضیر کی مدد کو نہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کا رویہ بیان فرمایا:

كمثل الشيطن اذ قال للانسان اكفر فلما كفر قال انى برئ منك انى اخاف الله ربّ العٰلمين ٥

(منافقوں کی) مثال شیطان کی سی ہے کہ انسان سے کہتا رہا کہ کافر ہو جا جب وہ کافر ہوگیا تو کہنے لگا کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں۔ مجھ کو تو خدائے ربّ العالمین سے ڈر لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد

یہود پر مسلمانوں کا رُعب...... اس دوران اللہ تعالیٰ نے بنونضیر کے دِلوں میں مسلمانوں کا رُعب ڈال دیا اور وہ شہر بدر ہونے کو تیار ہوگئے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر بھی اُن سے یہ رعایت کی کہ جو کچھ ساتھ لے جاسکتے ہو، لے جاؤ۔ کوئی روک ٹوک نہ ہوگی۔ بنونضیر ہر طرح کا گھریلو سامان اور دروازے اور کھڑکیاں تک ساتھ لے گئے تاکہ اُن کی دنیاوی حرص پوری ہو۔ بنونضیر کی بربادی کا بیان سورہ حشر میں ہے:

هو الذى اخرج الذين كفروا من اهل الكتب من ديارهم لاوّل الحشر ط ما ظننتم ان يخرجوا و ظنوا انهم ما نعتهم حصونهم من الله فاتٰهم الله من حيث لم يحتسبوا و قذف فى قلوبهم الرعب يخربون بيوتهم بايديهم و ايدى المؤمنين فاعتبروا يا ولى الابصار ٥

وہی تو ہے جس نے کفار اہل کتاب کو حشرِ اوّل کے وقت اُن کے گھروں سے نکال دیا۔ تمہارے خیال میں بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اُن کے قلعے اُن کو خدا (کے عذاب) سے بچالینگے مگر خدا نے اُن کو وہاں سے آلیا جہاں سے اُن کو گمان بھی نہ تھا اور اُن کے دِلوں میں دہشت ڈال دی کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مومنوں کے ہاتھوں سے اُجاڑنے لگے۔ اے بصیرت والو عبرت پکڑو۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... یہ معمولی نمونہ یہودیوں کی مسلمان دشمنی کا عبرت کیلئے کافی ہے اس قسم کے بے شمار واقعات تاریخ میں ثبت ہیں اور نہ صرف وقتی طور بلکہ تا حال مسلمانوں کی دشمنی اور عداوت میں یہودیوں کا اوڑھنا بچھونا ہے ان کی ہر سوچ وفکر مسلمانوں کو ڈک پہنچانا ہے۔ وہ اس دُھن میں ہیں کہ کوئی ایسا موقع ملے کہ وہ مدینہ طیبہ پر قبضہ کرکے مسلمانوں سے اپنے آباؤ اجداد کی ذِلت وخواری کا بدلہ لیں لیکن افسوس ہے کہ مسلمان برادری کا کہ ان کی عداوت و دشمنی کی سرگرمیوں کو جاننے کے باوجود ان سے نیک سلوک اور مروت ورواداری میں کسر نہیں چھوڑتے۔ کاش مسلمان برادری اپنے انجام کو سمجھتی۔ اللہ انہیں سمجھ دے۔ آمین

بنو قریظہ

بنونضیر کے سردار کعب بن اشرف نے مکہ مکرمہ کے مشرکوں سے مل کر مسلمانوں کے خلاف سازش کی۔ پھر بنونضیر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑے پتھر سے ہلاک کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی سمجھوتہ کی کھلی خلاف ورزیاں کیں۔ اس کے نتیجے کے طور پر انہیں شہر بدر ہونا پڑا۔ کچھ خیبر میں منتقل ہو گئے۔ لیکن اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے۔ مثلاً بنونضیر کا ایک وفد پہلے مکہ مکرمہ پہنچا اور قریش مکہ کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ پھر بنوغطفان کو ساتھ ملایا اور اسکے بعد یہودی قبیلہ بنوقریظہ نے بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ احزاب میں مدد کرنے کی حامی بھرلی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بہت صدمہ ہوا کیونکہ عین ممکن تھا کہ بنوقریظہ مسلمان عورتوں اور بچوں پر حملہ کردیں جبکہ مسلمان مرد باہر جنگ میں مشغول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے کہ جب دشمن تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے تم پر وارد ہو گئے۔ اوپر سے مراد بنوقریظہ اور نیچے سے مراد باقی لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم (الاحزاب:۱۰)

جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے۔

اِن مشکل حالات میں بھی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔

غزوہ بنو قریظہ

بخاری شریف میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ احزاب کے بعد ابھی گھر پہنچے ہی تھے اور غسل سے فارغ ہوئے تھے کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا، آپ نے جنگی لباس اُتار دیا ہے جبکہ ہم (یعنی فرشتے) ابھی تک جنگی لباس میں ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ آیئے تاکہ ہم بنوقریظہ کو ان کی خیانت کی سزا دیں۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ سب مسلمان عصر کی نماز سے قبل بنوقریظہ کے علاقہ میں پہنچ جائیں۔ تھکے ماندے ہونے کے باوجود صحابہ نے لبیک کہتے ہوئے بنوقریظہ کے قلعے کا محاصرہ کرلیا جوکہ پچیس دن جاری رہا۔

بنو قریظہ کے سردار کی تقریر

بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد نے اپنے قبیلے کو مندرجہ ذیل تین تجاویز پیش کیں۔اس نے کہا کہ سب سے **پہلی بات** یہ ہے کہ اگر تم ٹھنڈے دل سے سوچو تو تمہارے دل اس بات کی تصدیق کریں گے کہ **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) صراطِ مستقیم پر ہیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں، یہ تورات میں بھی مذکور ہے اگر تم یہ بات مان لو تو تمہاری جانیں اور مال بچ جائیں گے اور تم دنیا اور آخرت میں فلاح پاؤ گے۔**دوسرا طریقہ** یہ ہے کہ تم خود ہی اپنی بیوی بچوں کو قتل کر دو اور پھر پورے زور سے مسلمانوں کا مقابلہ کرو۔**تیسرا طریقہ** یہ ہے کہ مسلمانوں پر بروز ہفتہ (یوم السبت) حملہ کر دو۔کیونکہ مسلمانوں کے خیال کے مطابق ہم بروز ہفتہ لڑائی نہیں کرتے اس طرح اچانک حملہ سے مسلمانوں کو شکست دینے کی کوشش کرو۔یہودیوں نے اپنے سردار سے کہا کہ **پہلی تجویز** نا منظور ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے بیوی بچوں کا کیا قصور ہے ہم اُن کو ناحق کیوں قتل کریں۔اس لئے **دوسری تجویز** بھی ردّ کرتے ہیں۔ **تیسری تجویز** ہمارے مذہب اور توریت کے خلاف ہے۔اسلئے یہ بھی منظور نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد

اسی دوران اللہ تعالیٰ نے اس مغرور قبیلہ کے دِلوں میں مسلمانوں کا رُعب ڈال دیا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و انزل الذین ظاھروھم من اھل الکتٰب من صیاصیھم وقذف فی قلوبھم الرعب فریقا تقتلون و تاسرون فریقا o و اورثکم ارضھم و دیارھم و اموالھم و ارضالم تطئوھا ج وکان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیرا o (الاحزاب:۲۶،۲۷)

اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے اُتار دیا اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید کر لیتے تھے اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مال کا اور اُس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا۔

فائدہ......اس ڈر کے زیر اثر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔غور فرمایئے کہ اوپر کی دو آیات میں نہ صرف اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کی یاددہانی کرائی بلکہ مسلمانوں کو آئندہ فتوحات کی خوشخبری بھی دے دی۔

فیصلہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کرنے کی اجازت دی۔ یہودی ہمیشہ بہت چالاک ہوتے ہیں۔انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرما دیں۔رسول اکرم نے منظوری دے دی۔یہودیوں کو حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ ہمدردی کی توقع تھی کیونکہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ جائیداد ان کے علاقہ میں تھی۔

خطائے ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنو قریظہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سوال کیا کہ اگر ہم قلعہ سے باہر آجائیں تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اُنگلی گردن پر رکھی یعنی کہ وہ قتل کردیئے جائینگے۔ اس عمل کے فوراً بعد حضرت ابو لبابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو احساس ہوا کہ یہ تو رسول اکرم کا راز تھا، جو میں نے فاش کردیا۔ اس شرمندگی کے باعث حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی پہنچے اور اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ دیا اور یہ عہد کیا کہ جب تک میری توبہ قبول نہیں ہوتی، اسی حالت میں رہوں گا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ اگر پہلے ہی سیدھا میرے پاس آجاتا تو میں اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتا۔ اب پورا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح سات دن اور سات رات بندھے ہوئے سوائے نماز اور رفع حاجت کیلئے عارضی طور پر ستون سے علیحدہ ہوتے۔ سات دن کے بعد آپ کی توبہ قبول ہوئی۔ یہ ستون ابھی بھی مسجد نبوی میں موجود ہے۔ اس پر **استوانہ ابولبابہ** لکھا ہوا ہے۔ یہ واقعہ قرآن مجید میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یاَیھا الذین اٰمنوا لا تخونوا اللّٰہ و الرسول و تخونوا اٰمنتکم و انتم تعلمون o

واعلموا انمآ اموالکم و اولادکم فتنۃ و ان اللّٰہ عندہ اجر عظیم

اے ایمان والو! نہ تو خدا اور رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں) کا بڑا ثواب ہے۔

فیصلہ...... حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنو قریظہ کے بارے میں اپنا فیصلہ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کے مردوں کو قتل کردیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے۔

انجام...... بنو قریظہ اپنی عہد شکنیوں اور خیانت کے باعث اس کے مستحق تھے کیونکہ وہ ہر وقت مسلمانوں کے دشمنوں سے ریشہ دوانیاں کرتے اور اُن کی ہر طرح مدد کرتے تھے۔

اس غزوہ سے مسلمانوں کو بہت قیمتی مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ مالِ غنیمت غزوہ کے شرکاء میں تقسیم کردیا۔ مدینہ منورہ کے گردو جوار میں اور بھی یہودی قبیلے تھے۔ جن کا چال چلن اِن قبیلوں سے مختلف نہ تھا۔ لیکن یہاں پر صرف دو کا ذکر کافی ہے۔ مزید تفصیل کتب سیر و تواریخ میں دیکھئے۔

مقامات مقدسہ و معروفہ

چند مقاماتِ مقدسہ اور بعض مقاماتِ مشہور بطور نمونہ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

مسجد قباء و مسجد ضرار

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو پہلے قباء میں قیام فرمایا جو کہ مدینہ منورہ سے تقریباً تین کلومیٹر جنوب میں ہے۔آپ اس بستی میں چند دن ٹھہرے اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی جس کا نام مسجد قباء ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مسجد خاص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کیلئے بنائی۔اللہ تعالیٰ کو آپ کا عمل بہت پسند آیا۔اس مسجد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

افمن اسس بنیانه علیٰ تقویٰ من الله و رضوان خیر ام من اسس بنیانه علیٰ

شفا جرف هار فانها ربه فی نار جهنم والله لا یهدی القوم الظلمین (التوبہ:۱۰۹)

بھلا جس شخص نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اُس کی رضامندی پر رکھی وہ اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانے والی کھائی کے کنارے پر رکھی وہ اُس کو دوزخ کی آگ میں لے گری اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

فائدہ......بعض نے کہا کہ آیت میں جس مسجد کا ذکر ہے اس سے مسجد نبوی مراد ہے۔(تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف،تعمیرات مسجد نبوی)

اہل قباء کا تعارف

قباء کے علاقہ میں قبیلہ عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقیم تھے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فیه رجال یحبون ان یتطهروا ج والله یحب المطهرین ٥

اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

فائدہ......ان آیات کریمہ کے نازل ہونے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو عمرو سے پوچھا،آپ کی کون سی خاص عادت ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی ہے،جس کی وجہ سے آپ کی اس آیت میں تعریف کی ہے۔بنو عمرو نے کہا کہ ہم کسی خاص چیز پر عمل پیرا نہیں ہوتے سوائے اس کے کہ ہم رفع حاجت کے بعد صفائی کیلئے نہ صرف پتھر استعمال کرتے ہیں بلکہ پانی سے جسم کی صفائی کرتے ہیں۔رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! یقیناً آپ کو یہ عزت افزائی آپ کے اسی عمل کی وجہ سے ملی ہے۔آپ اپنے اس عمل کو ایک مستقل عادت بنالیں۔

فضائل مسجد قباء

۱......ترمذی شریف میں درج ہے کہ مسجد قبا میں نماز ادا کرنے کا ثواب عمرہ کے ثواب کے برابر ہے اور مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب کسی دوسری مسجد کے مقابلے میں، ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے بیت اللہ شریف کے۔

۲......بخاری شریف میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہفتہ میں ایک بار مسجد قباء پیدل یا سواری پر جاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس سنت پر کاربند تھے۔

منافقوں کی سازش

منافق لوگ ہر وقت خفیہ سرگرمیوں میں مصروف رہتے تا کہ مسلمانوں کو نیچا دِکھایا جائے۔ مثلاً قرطبی نے ایک عیسائی عالم کا تفصیلی قصہ بیان کیا ہے۔ اس شخص کا نام ابو عامر تھا۔ اس نے مدینہ منورہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کی لیکن اسلامی تعلیمات سے اتفاق نہ کیا بالآخر اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چیلنج کیا اور بولا، ہم دونوں میں سے جو بھی جھوٹا ہے وہ اپنے رشتہ داروں سے دُور کسی دوسرے علاقے میں فوت ہوگا۔ اس نے اسلام کے دشمنوں کی حنین تک کی ہر لڑائی میں مدد کی۔ وہ مایوس ہوکر شام کو بھاگ گیا کیونکہ اُن دِنوں شام ہی عیسائی سرگرمیوں کا مرکز تھا، وہ شام میں اپنے رشتہ داروں سے دُور فوت ہوا۔ شام میں قیام کے دوران ابو عامر نے مسلمانوں کے خلاف ایک سازش کی اس نے روم کے بادشاہ کو مدینہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔

مسجد ضرار کی بنیاد

مدینہ منورہ کے نو منافقوں نے قباء کی مسجد کے قریب ایک مسجد بنائی، جس کا نام مسجد ضرار رکھا۔ اُن کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ نئی مسجد بوڑھے اور بیمار لوگوں کی سہولت کیلئے اور مسجد قبا میں نمازیوں کی بھیڑ کو کم کرنے کیلئے ہے۔ اِن منافقوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ وہ اس نئی مسجد میں نماز پڑھائیں (تا کہ لوگوں کے دِلوں میں منافقین کی سرگرمیوں کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ رہے) رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے کہا کہ فی الحال میں تبوک کی جنگ کی تیاری میں مشغول ہوں جنگ سے واپسی کے بعد تمہاری خواہش پوری کروں گا۔

فائدہ......اس سے ثابت ہوا کہ بزرگوں سے عداوت کے باوجود ان سے اپنے منافع کو حاصل کرنے کیلئے ان سے اظہار عقیدت منافقوں کا کام ہے جیسے ہمارے دور میں وہابیوں دیوبندیوں کا طریقہ ہے۔

مسجد ضرار کا ستیاناس

جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک کی جنگ سے واپس تشریف لارہے تھے تو راستے میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی چالاکی کا پول کھول دیا۔ پس رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھیجا کہ مسجد ضرار کو مسمار کر دیں اور آگ لگا کر تباہ کر دیں۔ اس واقعہ کی تفصیل سورۂ توبہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

والذین اتخذوا مسجدا ضرارو کفرا و تفریقا م بین المؤمنین وارصادا لمن حارب اللّٰہ ورسولہ من قبلط ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللّٰہ یشھد انھم لکذبون ० لاتقم فیہ ابدا ط لمسجد اسس علی التقویٰ من اوّل یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطھروا ط واللّٰہ یحب المطھرین ०

اور (ان میں ایسے بھی ہیں) جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے پہلے جنگ کر چکے ہیں اُن کیلئے گھات کی جگہ بنائیں اور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصود تو صرف بھلائی تھی مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ تم اس (مسجد) میں کبھی (جا کر) کھڑے نہ ہوں البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس قابل ہے کہ اس میں جا کر قیام کریں یعنی عبادت کریں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

فائدہ...... مسجد ضرار کو نہ صرف تباہ و برباد کیا گیا بلکہ اس پر اللہ تعالیٰ کا ایسا غضب ہوا کہ عرصہ تک وہاں کسی کو قیام کرنا راس نہ آتا بلکہ سخت نقصان ہوتا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان۔

مسجد قبلتین

مسجد قبلتین کا مطلب ہے ایسی مسجد جس کے دو قبلے ہوں یعنی ایک کعبہ شریف کی طرف اور دوسرا مسجد اقصٰی۔

قبلہ کی تحویل کی وجہ

ابتداء میں سب انبیاء کیلئے قبلہ (یعنی نماز پڑھنے کی سمت) مکہ مکرمہ میں بیت اللہ تھا جو کہ آدم کے وقت تعمیر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان اوّل بیت وضع لناس للذی ببکۃ مبارکا و ھدی للعلمین ٥

پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کیلئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ بابرکت اور جہاں کیلئے موجب ہدایت۔

قبلہ اوّل

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بھی یہی قبلہ تھا۔ بعد ازاں بنی اسرائیل کے کچھ انبیاء کیلئے یروشلم میں مسجد اقصٰی قبلہ مقرر کیا گیا۔ یہ انبیاء مسجد اقصٰی میں نماز ادا کرنے کیلئے اس طرح کھڑے ہوتے کہ مسجد اقصٰی اور بیت اللہ ان کے سامنے ہوتے۔

اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نماز کے دوران مکہ مکرمہ میں حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان اس طرح کھڑتے ہوتے کہ بیت اللہ شریف اور مسجد اقصٰی دونوں آپ کے سامنے ہوتے۔

ہجرت کے بعد

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد بھی سولہ یا سترہ ماہ مسجد اقصٰی کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ کیونکہ سب انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع تھے۔ گو آپ کی ہمیشہ یہ خواہش تھی کہ اُن کیلئے وہی قبلہ ہو جو آدم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کیلئے تھا۔ آپ کو بہت اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کی تبدیلی کا حکم نازل فرمادے گا۔ اس انتظار میں آپ اکثر سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قد نریٰ تقلب وجھك فی السمآء فلنولینك قبلة ترضٰھا ج فول وجھك
شطر المسجد الحرام ج وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ ٥

(اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم تم کو اُسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دیں گے۔ تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو اور تم لوگ جہاں ہوا کرو (نماز پڑھنے کے وقت) اُسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو۔

فائدہ...... اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواہش پوری کردی اور ثابت کر دیا کہ تمہارا قبلہ وہی ہے جسے رسول اللہ چاہیں آیت سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت کعبہ کو قبلہ اختیار فرمایا اگر آپ کسی گلی کو قبلہ چاہتے تو وہی گلی قبلہ ہوتی۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبلہ کے بھی قبلہ ہیں۔ اس موضوع میں تحقیق فقیر کا رسالہ کعبے کا کعبہ پڑھیے۔

یہودیوں کی شرارت

قبلہ کی تبدیلی کا اثر غیر معمولی تھا۔ جب یہودیوں کو قبلہ کی تبدیلی کی خبر ملی تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسلام کا مذاق اُڑانے لگے۔ کہنے لگے یہ کیسا مذہب ہے کہ ایک دن ایک قبلہ ہو اور دوسرے دن دوسرا۔ قبلہ کی تبدیلی سے قبل یہود مسلمانوں سے قدرے رواداری سے پیش آتے کیونکہ دونوں کا قبلہ مسجد اقصیٰ تھا۔ قبلہ تبدیل ہونے پر یہود چونک اُٹھے۔ انہیں احساس ہوا کہ علیحدہ قبلہ کا مطلب یہ ہے کہ اب مسلمان ایک بالکل علیحدہ اور مخصوص مذہب رکھنے والی قوم ہے۔ اس لئے وہ مسلمانوں کے کھلم کھلا دشمن بن گئے اور اُن کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو اور تیز کردیا۔

اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔ قبلہ کی تبدیلی منافقین اور مومنین مخلصین کو پرکھنے کی کسوٹی تھی۔ چنانچہ فرمایا:

وما جعلنا القبلة التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه ج
و ان کانت لکبیرة الا علی الذین ھدی اللہ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ج
ان اللہ بالناس لرؤف رحیم o

اور جس قبلے پر تم (پہلے) تھے اُس کو ہم نے اِس لئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون (ہمارے) پیغمبر کا تابع رہتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور یہ بات (یعنی تحویل قبلہ لوگوں کو) گراں معلوم ہوئی مگر جن کو خدا نے ہدایت بخشی ہے (وہ اسے گراں نہیں سمجھے) اور خدا ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو یونہی کھودے۔ خدا تو لوگوں پر بڑا مہربان (اور) صاحبِ رحمت ہے۔

فائدہ...... بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک حدیث کے مطابق ایک دن رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد قبلتین میں ظہر (اور بعض روایات میں عصر) کی نماز ادا کررہے تھے۔ نماز کے دوران ہی قبلہ کی تبدیلی کا حکم نازل ہوا۔ پس رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے مقتدی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نماز کے دوران ہی اپنی سمت بدل لی۔

عجوبہ...... بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان مسجد قبلتین میں نماز ادا کرنے کے بعد اپنے محلوں میں گئے تو اپنے بھائیوں کو مسجد اقصیٰ کی سمت نماز ادا کرتے پایا۔ ان صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ ہم نے ابھی ابھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ شریف کی سمت میں نماز ادا کی ہے۔ یہ سنتے ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بھائیوں نے بھی نماز کے دوران اپنا رُخ بغیر کسی چون وچرا کے بیت اللہ کی طرف کرلیا اور اعلان کرنے والے صحابی سے کسی قسم کا سوال جواب یا بحث مباحثہ نہ کیا۔

قبلہ کی تبدیلی کی خبر اگلے روز علی الصبح قباء کے علاقہ میں پہنچی۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک حدیث کے مطابق اہل قباء نے بھی اعلان سنتے ہی نماز کے دوران اپنا رُخ بیت اللہ کی طرف کرلیا۔ اس تردید منکرین حدیث (پرویزی و چکڑالوی ٹولہ) منکرین حدیث احادیث کے انکار پر اپنے ادوار پر قیاس کرکے احادیث کو ٹھکراتے ہیں ان کی تردید میں یہی کافی ہے کہ دَور دَور کا فرق ہوتا ہے۔ مثلاً آج کے دور میں کوئی بات کسی دوسرے ملک یا دُور کے علاقہ میں ہوتی ہے تو آناً فاناً پھیل جاتی ہے کیونکہ ذرائع واسباب کچھ ایسے ہیں اور سابق دور بالخصوص زمانۂ نبویہ ایسا نہ تھا کہ اہم باتیں بھی مدت کے بعد معلوم ہوتیں اور بعض کو تو معلوم ہوتی بھی نہیں تھیں۔

قبل تحویل کی کیفیت

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبلہ کی تبدیلی سے قبل مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کیلئے پرانے باب جبریل کے قریب مسجد کی شمالی دیوار کی طرف رُخ کرکے کھڑے ہوتے۔ قبلہ کی تبدیلی کے بعد آپ نے چند دن استوانہ عائشہ کے قریب کھڑے ہو کر جنوب کی طرف رخ کرکے امامت کی پھر ہمیشہ محراب نبوی کی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز کی امامت فرمائی۔

صُفّہ کی جگہ

قبلہ تبدیلی کے بعد پرانے باب جبریل کے سامنے کا حصہ مسجد کے عقب میں آگیا۔ آپ نے یہ حصہ اصحابِ صفہ کی رہائش اور تعلیم وتربیت کیلئے مخصوص کردیا۔ اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ مسجد نبوی کے خادموں کا چبوترہ جو کہ مسجد نبوی میں زائرین کو نظر آتا ہے، یہ اصحاب صفہ کیلئے نہیں تھا کیونکہ یہ چبوترہ کئی صدیوں کے بعد بنا اور یہ اس وقت کی مسجد نبوی کی حدود سے باہر تھا۔ جبکہ مقام اصحاب صفہ مسجد کے اندر تھا۔ (اس کی مزید تفصیل آئے گی)

اعدائے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دشمنانِ صحابہ علیہم الرضوان کا انجام بد

حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارات کی بے حرمتی کرنے کی کئی بار کوشش کی گئی کہ ان کے اجسام مبارکہ کو اُن کے مزارات سے نکال لیا جائے تا کہ مسجد نبوی اور مدینہ منورہ توجہ کا مرکز نہ رہیں۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) نے اپنی کتاب جزب القلوب (تاریخ مدینہ) میں تین بڑے واقعات کا ذکر کیا ہے۔

(۱) ابن نجار نے اپنی کتاب بغداد کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ۳۸۶ھ سے ۴۱۱ھ تک ایک فاطمی حکمران مصر کا بادشاہ تھا اور مدینہ منورہ اس کے زیر اثر تھا۔ اس حکمران کی سوچ اور کوشش یہ تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجسام مبارک کو مدینہ منورہ سے مصر منتقل کیا جائے۔ اسطرح لوگوں کی توجہ مدینہ منورہ کے بجائے مصر کی طرف مبذول ہو جائیگی۔ اس نے اس مقصد کیلئے مصر میں ایک شاندار عمارت تعمیر کی جس میں وہ ان اجسام کو رکھنا چاہتا تھا۔

حکمران نے اس مقصد کے حصول کیلئے اپنے ایک کارندے ابوالفتوح کو مدینہ منورہ بھیجا۔ جب یہ کارندہ مدینہ منورہ پہنچا تو اہل مدینہ کو اس سازش کی خبر ہوگئی۔ اس موقع پر قاری زلبانی نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:۔

وان نکثوا ایمانهم من م بعد عهدهم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة الکفر انهم لا ایمان لهم لعلهم ینتهون ۝ الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانهم و هموا باخراج الرسول و هم بدؤکم اوّل مرة ج اتخشونهم ج فالله احق ان تخشوه ان کنتم مؤمنین ۝ (التوبہ:۱۲،۱۳)

اور اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنے کرنے لگیں تو اُن کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں اور) ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں عجب نہیں کہ (اپنی حرکات سے) باز آجائیں۔ بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر کے جلاوطن کرنے کا عزم مصمم کر لیا اور انہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتداء کی۔ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ ڈرانے کے لائق خدا ہے بشرطیکہ تم ایمان رکھتے ہو۔

اس یاددہانی سے اہل مدینہ کو ابوالفتوح پر بہت غصہ آیا۔ وہ ابوالفتح اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دینے کو تیار ہو گئے۔ ابوالفتح ڈر گیا اور بول اُٹھا میں اس سازش کو کبھی بھی عملی جامہ نہ پہنچاؤں گا خواہ حاکم مصر مجھے قتل ہی کر دے۔ اسی دوران مدینہ منورہ میں ایک بہت بڑا طوفان آیا۔ جس سے کئی گھر تباہ ہوئے اور جانی اور مالی نقصان ہوا۔ ابوالفتوح کو مدینہ منورہ سے بھاگنے کا ایک اچھا بہانہ مل گیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان مجرموں سے نجات دی۔

انتباہ......اس دور میں مدینہ طیبہ پر شیعہ فرقہ کا راج تھا جیسے آج نجدیوں کا راج ہے اس سے معلوم ہوا کہ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں یہ ایک دُنیوی نظام ہے جیسے کعبہ معظمہ پر صدیوں تک مشرکین کا راج رہا اور اب بیت المقدس پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔ اس میں جاہل عوام اور جاہل پیروکار رہے کہ نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی دلیل دیتے ہیں کہ اگر نجدی خدا تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک بُرے ہیں تو انہیں نکال کیوں نہیں دیتے۔ تفصیل پڑھئے فقیر کا رسالہ امام حرم اور ہم۔

(۲) امام سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ عیسائیوں نے یہ سازش ۵۵۷ھ میں مرتب کی۔ اس وقت شام کے بادشاہ کا نام سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا اور اس کے مشیر کا نام جمال الدین اصفہانی تھا۔ ایک رات نورالدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں تین بار دیکھا۔ ہر بار رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے سلطان سے کہا کہ مجھے اِن دونوں کی شرارت سے بچاؤ۔

سلطان کو خیال گزرا کہ یقیناً مدینہ منورہ میں کوئی نئی چیز رونما ہوئی ہے۔ اس لئے وہ اپنے مشیر کے ہمراہ مدینہ پہنچا اور اپنے ساتھ اہل مدینہ کیلئے قیمتی تحفے لایا۔ مشیر نے مدینہ منورہ میں اعلان کیا کہ ہر شخص اپنا تحفہ حاصل کرنے کیلئے خود حاضر ہو۔ سلطان نے اہل مدینہ کو تحفے تقسیم کئے لیکن وہ دو شخص نظر نہ آئے۔ بالآخر سلطان نے پوچھا، کیا کوئی شخص باقی رہ گیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ دو بہت متقی اور مالدار افراد ہیں۔ جو کسی سے کوئی تحفہ وغیرہ نہیں لیتے بلکہ دیگر لوگوں کو تحائف عطا کرتے ہیں۔ وہ عبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں کہ یہاں تک نہیں آئے۔ سلطان نے حکم دیا کہ اُن کو بھی حاضر کیا جائے۔ جب سلطان نے ان دونوں کو دیکھا تو وہ ہو بہو وہی اشخاص تھے جو اس نے خواب میں دیکھے تھے۔ سلطان نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہم مراکش کے باشندے ہیں۔ حج پر آئے تھے۔ اب ہم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پڑوسی کی حیثیت سے یہاں مقیم ہیں۔ سلطان نے پوچھا تمہاری رہائش کہاں ہے؟ اُنکی رہائش روضہ مبارک کے قریب مسجد نبوی کی جنوبی دیوار میں کھڑکی کے پاس تھی۔

سلطان اِن کی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے اور فرش پر سے ایک دری کو ہٹایا۔ سلطان کو دری کے نیچے ایک سرنگ کا دھانہ نظر آیا۔ یہ سرنگ روضہ مبارک تک پہنچ چکی تھی۔ سلطان نے اِن دونوں سے کہا کہ اب سچی بات بتاؤ۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم دونوں عیسائی ہیں اور ہمیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو نکالنے کیلئے بھیجا گیا ہے۔ ہم ہر روز سرنگ کھودتے ہیں اور رات کے وقت مٹی کو تھیلوں میں بھر کر جنت البقیع قبرستان میں بکھیرتے ہیں۔ یہ ہمارا روزمرہ کا مشغلہ ہے۔ جب ہم اس سرنگ کے ذریعے قبر کے پاس پہنچے تو ایک طوفان آیا اور زبردست بجلی کڑکی علاوہ ازیں ایک زلزلہ بھی آیا۔ اب ہماری سازش ظاہر ہوگئی ہے۔

سلطان کو اس سازش کا بہت الم ہوا اور وہ بے اختیار رو پڑا۔ جب سنبھلا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے اسے اس کام کیلئے چنا۔

سلطان نے اِن دونوں مجرموں کے سر اُڑانے کا حکم دیا۔ پھر سلطان نے روضہ مبارک کے گرد ایک گہری خندق کھدوائی اور اس میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا، تاکہ مستقبل میں کوئی شخص سرنگ کھود کر ان قبور تک نہ پہنچ سکے۔

چبوترۂ زنگی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ یا صفّہ

سلطان نے روضہ مبارک کے قریب ایک چبوترہ بھی بنوایا تا کہ اس پر ان قبور کی حفاظت کیلئے ہر وقت پاسبان رہیں۔ یہ چبوترہ اب بھی موجود ہے اور باب جبریل علیہ السلام سے داخل ہوتے ہی دائیں جانب ہے۔بعض زائرین مدینہ منورہ اسے مقام اصحاب صفہ سمجھتے ہیں حالانکہ مقام اصحاب صفہ مسجد نبوی کے اندر تھا جبکہ یہ چبوترہ اُس وقت کی مسجد کی چار دیواری سے باہر تھا۔ مقام اصحاب صفہ کے تعین کیلئے استوانہ عائشہ سے شمال کو چلئے (یعنی قبلہ کی سمت کے خلاف) پانچویں ستون کے قریب مقام اصحاب صفہ ہے یا یہ کہ پرانے باب جبریل کے بالمقابل یہ مقام تھا۔ یاد رہے کہ وہاں اس وقت کوئی چبوترہ وغیرہ نہیں تھا۔

نوٹ......اس حکایت کو ہر دَور میں کثیر التعداد علماء کرام محدثین عظام یہاں تک کہ بد مذاہب کے اکابر، دیوبندی، وہابی، مرزائی، شیعہ، نیچری یہاں تک کہ منکرین حدیث (چکڑالوی، پرویزی) نقل کرتے آئے ہیں۔

واقعہ کا پسِ منظر

حضرت نورالدین زنگی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے عیسائیوں پر زندگی دوبھر کردی عیسائیوں نے خفیہ میٹنگ میں طے کیا کہ مدینہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جسم مبارک کو نکال کر گم کر دیا جائے کیونکہ زنگی کے ساتھ عوام اپنے رسول کے عشق میں جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ طے ہوا کہ دو آمی مدینہ جا کر یہ کام سرانجام دیں۔ ان کے گھریلو ضروریات کے علاوہ ان کو مال و دولت دے کر مدینہ بھیجا۔ اِن کی کارکردگی مختصراً اوپر مذکور ہوئی۔ مزید تفصیلی واقعہ کیلئے فقیر کی تصنیف تبلیغی جماعت کے کارنامے پڑھیے۔

عقائد

☆ رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کائنات کے ذرہ ذرہ کے حالات سے باخبر ہیں اسی لئے تو عیسائیوں کی کاروائیوں اور ان کے نمائندوں کی خرابی سے حضرت نورالدین زنگی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو نہ صرف آگاہ فرمایا بلکہ ان دو نامراد عیسائیوں کی شکلیں بھی دکھادیں۔

☆ ضروری نہیں کہ ہر متقی صورت اور نیک سیرت اسلام کا مخلص ہو بلکہ ایسی صورت بنا کر خطرناک دشمنانِ اسلام ہوتے ہیں جیسے ہمارے دور میں تبلیغی جماعت کے بستر بردار مسکین صورتوں کو دیکھ لیں۔

☆ اسلاف کا عقیدہ اہلسنّت بریلوی کو نصیب ہوا ہے مثلاً نورالدین زنگی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خواب میں ارشاد سنتے ہی فوراً مدینہ پاک پہنچ کر تعمیل ارشاد کی۔ یاد رہے کہ علماء کرام کا اتفاق ہے کہ نورالدین نہ صرف بادشاہ تھے بلکہ ابدال (اولیاء) میں سے ایک تھے۔

☆ حضرت نورالدین زنگی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کام کیلئے اس لئے منتخب فرمایا تا کہ اس امر کی اہمیت عوام وخواص کو معلوم ہو۔ ورنہ اگر آپ کسی ایک بدوی کو اس کام کیلئے مقرر فرماتے تو بھی کام ہو جاتا۔

☆ پگھلا ہوا سیسہ کی دیوار آج تک ہمارے بیان کی مستحکم ومضبوط شاہد موجود ہے۔

(۳) طبری وغیرہ نے لکھا ہے کہ جب (شام کے) چند لوگ مدینہ آئے وہ مدینہ کے گورنر کیلئے بیش بہا تحفے لائے وہ چاہتے تھے کہ وہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اجسام کو یہاں سے نکال کر باہر پھینکیں اور وہ جو کچھ کرنا چاہیں اس میں مداخلت نہ کریں۔ عشاء کی نماز سے کافی دیر بعد کسی نے باب الاسلام پر دستک دی۔ خادم نے مسجد کا دروازہ کھول دیا۔ تقریباً چالیس آدمی مسجد میں داخل ہوگئے۔ ان کے پاس توڑ پھوڑ اور کھدائی کے ہتھیار بھی تھے۔ خادم سہم گیا اور ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ یہ لوگ روضہ مبارک کی طرف بڑھے۔ ابھی منبر تک نہ پہنچے تھے کہ اچانک اِن کے نیچے کی زمین پھٹ گئی یہ سب لوگ اپنے ہتھیاروں سمیت اس زمین میں دفن ہوگئے۔

گورنر اِن لوگوں کا بے تابی سے انتظار کرتا رہا۔ بالآخر خادم کو بلایا اور اِن لوگوں کے بارے میں دریافت کیا۔ خادم نے اسے سارا واقعہ بتادیا۔ گورنر نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ تم یقیناً پاگل ہو۔ خادم نے گورنر کو دعوت دی کہ وہ اپنی آنکھوں سے موقع کو دیکھے۔ گورنر نے اس جگہ کی زمین کو دھنسا ہوا پایا۔ خادم سے کہنے لگا۔ تم اس معاملے کے بارے میں زبان نہ کھولنا ورنہ میں تمہارا سر اُڑادونگا۔

فائدہ......شیعہ حکومت نے مدینہ پاک میں شرارت کا بارہا پروگرام بنایا لیکن ناکام رہے۔ یہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزہ اور شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کرامت ہے لیکن جاہل پیروں اور سنّی عوام کی آنکھ نہ کھلی وہ نجدیوں کی حکومت کے مذہبی اُمور میں انہیں گمراہ جاننے کے باوجود ان کے اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے سے باز نہیں آتے بلکہ اُلٹا نماز نہ پڑھنے والوں کو کوستے ہیں ایسے جاہل پیروں اور سنّی عوام کو یقین رکھنا چاہئے کہ اس کی قیامت میں تمہیں سخت سزا ملے گی اور اُن کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا حساب ہوگا۔ (وما علینا الا البلاغ المبین)

مدینہ پاک کے بعض تاریخی مقامات

مسجد اَجابہ

مسجد اجابہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس میں دو رکعت نماز ادا کی۔ اس نماز کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت لمبی دعا مانگی۔ بالآخر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے کہا، میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی درخواست کی۔ پہلی دو منظور ہوگئی ہیں لیکن تیسری منظور نہیں ہوئی، بوجہ حکمت کے۔

☆ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میری اُمت کو قحط سالی سے تباہ نہ فرمانا۔

☆ میری اُمت غرق ہو کر تباہ نہ ہو۔

☆ اور تیسری یہ کہ میری اُمت باہمی لڑائی جھگڑے سے محفوظ رہے۔ (مسلم)

مسجد ابی ذر

امام بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک دن میں اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بہت ہی لمبا سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ میں فکر مند ہوگیا کہ کہیں آپ کی روح تو پرواز نہیں کر گئی، اس فکر سے میں چپکے چپکے رونے لگا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سجدے سے سر اُٹھایا تو مجھے دیکھ کر کہنے لگے، تجھے کیا ہوگیا ہے؟ میں نے اپنے شکر کا اظہار کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ جو کوئی مجھ پر صلوٰۃ و سلام بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر سلام و صلوٰۃ بھیجے گا۔ میں نے اس شکرانے کا لمبا سجدہ کیا۔

فائدہ...... کئی سالوں سے ہماری سالانہ حاضری کی قیام گاہ اسی مسجد شریف کے قریب ہے۔

مسجد غمامہ

مسجدِ غمامہ مسجدِ نبوی شریف کے مغرب میں ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں عید کی نماز پڑھاتے تھے۔ پہلے یہ کھلا میدان تھا بعد میں ترکوں نے یہاں مسجد بنوادی جو ابھی تک قائم ہے۔

مسجد جمعہ

مسجد جمعہ مسجد قباء سے تقریباً ایک کلومیٹر دُور ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کی پہلی نماز یہاں ادا کی۔

البقیع

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قبرستان کی زیارت کو جاتے اور مدفون صحابہ کرام علیہم الرضوان کیلئے دعا فرماتے۔ ان میں سے ایک دعا یہ ہے:

السلام علیکم دار قوم مؤمنین و انا اِن شاء اللّٰہ بکم لا حقون

اے مومنین کی بستی! آپ سب کو السلام علیکم۔ اِن شاءَ اللہ ہم بھی آپ سے ملنے والے ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنبہ کے مندرجہ ذیل افراد یہاں دفن ہیں:۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاجبزادیاں...... حضرت فاطمۃ الزہرا، حضرت رُقیہ، حضرت اُم کلثوم اور حضرت زینب آپ کا بیٹا ابراہیم بھی۔ آپ کی سب بیویاں سوائے حضرت خدیجہ اور حضرت میمونہ کے۔ آپ کے چچا حضرت عباس اور پھوپھیاں صفیہ اور عاتکہ۔ ان کے علاوہ سیّدنا حسن، فاطمہ بنت اسد (حضرت علی کی والدصاحبہ) عقیل بن ابو طالب اور عبداللہ بن جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اس قبرستان میں ہزاروں صحابہ کرام علیہم الرضوان دفن ہیں۔ مدفون صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے چند کے نام یہ ہیں...... حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عثمان بن عفان (تیسرے خلیفہ)، حضرت خنیس بن حزافہ، حضرت سعد بن ابی وقاس، حضرت ابو سعید خدری، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت اسعد بن زراہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

علاوہ ازیں امام مالک رحمہ اللہ، امام نافع رحمہ اللہ، امام زین العابدین رحمہ اللہ۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی یہیں دفن ہیں۔

نوٹ...... بقیع کے عجیب وغریب مضامین فقیر کے رسالہ المکان الرفیع لمن دفن فی البقیع میں پڑھیے۔

مسجد رایہ

رأیہ کے معنی جھنڈا ہے۔ خندق کی کھودائی کے دوران رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیمہ جبل رأیہ (جبل ذُباب) پر تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں ایک اسلامی پرچم نصب فرمایا۔ علاوہ ازیں سخت چٹان کو توڑنے والا معجزہ بھی اسی پہاڑی کے شمال میں پیش آیا۔ یاد رہے کہ خندق کی جنگ کے آغاز کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیمہ مسجد فتح کے مقام پر تھا جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام کی فتح کیلئے بہت دعائیں فرمائیں۔ مسجد فتح سبعہ مساجد روڈ پر ہے جبکہ مسجد رأیہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ پر ہے۔ مسجد فتح اب بھی ہے زائرین اس کی زیارت کیلئے جاتے ہیں۔

مسجد مستراح

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد سے واپسی کے دوران یہاں قیام فرمایا۔ یہ سیّد الشہداء روڈ پر واقع ہے۔ یاد رہے کہ 'خندق' مسجد مستراح سے لے کر مسجد فتح تک کھودی گئی تھی۔

مسجد شیخین

مسجد شیخین مسجد مستراح کے بالکل قریب ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کو جاتے وقت ایک رات یہاں قیام فرمایا اور عصر مغرب اور عشاء کی نمازیں یہیں ادا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں نہ صرف اپنی فوج کی صف بندی کی بلکہ کمسن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو واپس مدینہ منورہ بھیج دیا۔ یہاں سے اُحد کی طرف روانگی کے بعد عبداللہ بن ابی منافق اپنے تین سو ساتھیوں سمیت اسلامی لشکر کو چھوڑ کر واپس مدینہ چلا گیا۔

نوٹ...... مزید تفصیلی مقامات وغیرہ کیلئے دیکھئے فقیر کی تصنیف مدینہ پاک کی یادگاریں۔

مسجد نبوی شریف

اس کیلئے فقیر کی ضخیم تصنیف **تعمیرات مسجد نبوی** پڑھئے۔ یہاں صرف مسجد نبوی شریف کے اندرونی حصہ کے بیان پر اکتفاء کرتا ہوں۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب جذب القلوب میں مندرجہ ذیل تفصیل درج کی ہے۔ یوں تو مسجد کا چپہ چپہ مبارک ہے لیکن بعض ستونوں اور محرابوں کا بیان ضروری ہے۔ یاد رہے کہ موجودہ مسجد کے ستون اسی جگہ پر ہیں جہاں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے۔

(۱) ستون وفود

اس پر لکھا ہے هذه استوانة الوفود ۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس استوانہ کے قریب باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات کیا کرتے تھے اور اس دوران جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے گرد تشریف فرما ہوتے۔

(۲) ستون حرس

اس پر لکھا ہے هذا استوانة الحرس ۔ یہاں پر سیکیورٹی گارڈ کھڑا ہوا کرتا تھا۔ مورخ مطری لکھتے ہیں کہ اس استوانہ کے سامنے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں ایک دروازہ تھا۔ جہاں سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اسی استوانہ کے قریب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر نماز ادا کیا کرتے تھے۔

(۳) ستون سریر

اس پر لکھا ہے هذه استوانة السرير۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق اس جگہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعتکاف کے دوران اپنی چٹائی بچھاتے تھے۔

(٤) ستون ابی لبابه

اس پر لکھا ہے هذه استونة ابی لبابة ۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودی قبیلہ بنو قریظہ کو اُن کی خیانت کی سزا دینی چاہی تو بنو قریظہ کے کہنے پر ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثالث مقرر کیا۔ اس قبیلہ سے بات چیت کے دوران ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک راز فاش ہوگیا۔ جس کا انہیں فوراً احساس ہوا۔ ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے اس ستون کے ساتھ باندھ لیا۔ سات دن اور رات ایسے ہی رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔ اس سلسلہ میں سورۃ الانفال کی آیت ۲۷، ۲۸ نازل ہوئیں۔ اسے ستون توبہ بھی کہتے ہیں۔ تفصیل اسی رسالہ میں گزر چکی ہے۔

(۵) ستون عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا

اس پر لکھا ہے ھذہ اسطوانۃ عائشہ ۔طبرانی نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد نبوی میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی اہمیت کا پتا چل جائے تو انہیں وہاں نماز ادا کرنے کیلئے قرعہ ڈالنا پڑے گا۔

ایک بار صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے اس جگہ کے بارے میں دریافت کیا لیکن آپ خاموش رہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان مایوس ہوکر منتشر ہوگئے سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے۔ کچھ دیر کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے دیکھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ ستون عائشہ کے پاس نفلی نماز ادا کر رہے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سمجھ گئے کہ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے خاموشی سے اپنے بھانجے کو بتادیا ہے۔وہ یہی مبارک جگہ ہے۔

علاوہ ازیں جب قبلہ کی سمت، مسجد اقصیٰ سے مسجد الحرام کی طرف منتقل ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے چند روز اس ستون کے قریب کھڑے ہوکر امامت فرمائی اور بعد میں موجودہ محراب نبوی سے امامت فرمائی۔

(٦) ستون مخلقہ

اس پر لکھا ہے ھذہ اسطوانۃ المخلقۃ ۔حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مسجد نبوی میں کھجور کے ایک خشک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ایک دن انصار نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کیلئے ایک منبر بنا دیں تاکہ آپ اس پر بیٹھ کر خطبہ دے سکیں اور آپکی تھکاوٹ میں قدرے تخفیف ہو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ رائے قبول فرمالی اور ایک لکڑی کا منبر بنایا گیا جس کی تین سیڑھیاں تھیں۔جب آپ اس منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے تو کھجور کا تنا زار و قطار رونے لگا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس تنے کا رونا اپنے کانوں سے سنا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر سے اُترے اور اس تنے کو گلے لگالیا۔ یہ تنا سسکیاں بھرتے بھرتے چپ ہوگیا۔جیسا کہ حاملہ اونٹنی سسکیاں بھرتی ہے۔ یہ تنا اسلئے رو رہا تھا کیونکہ یہ اپنے قریب کیئے جانے والے اللہ کے ذکر سے محروم ہوگیا تھا۔بعد میں اس تنے پر ایک خوشبو لگائی جاتی تھی جس کو خلوق کہتے تھے۔اس لئے یہ استوانہ مخلقہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔ (بخاری)

اس کے متعلق فقیر کا رسالہ اُستن حنانہ یا فقیر کی شرح مثنوی عرف صدائے نوی میں ہے۔

(۷) محراب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے اور چاروں خلفاء کے زمانے میں مسجد نبوی شریف میں نہ کوئی محراب تھا اور نہ ہی کوئی مینار۔ یہ محراب عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۹۱ھ میں تعمیر کیا۔ اگر آپ اس محراب میں نماز کیلئے کھڑے ہوں تو آپ کی سجود کی جگہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کی جگہ ہوگی جبکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سجود کی جگہ آپ کے سامنے کی موٹی دِیوار میں ہے (یعنی اب نجدی کا ماتھا پائے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جا ٹکتا ہے)۔

(۸) محراب عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جگہ سے نماز کی امامت فرماتے تھے۔ اب بھی مسجد نبوی شریف کے امام نجدی نماز کے دوران یہاں ہی کھڑا ہوتا ہے۔ یہ محراب بھی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنوایا۔

(۹) محراب حنفی

ایک زمانے میں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی امام مسجد نبوی شریف میں قدرے مختلف اوقات اور مختلف جگہوں پر نماز پڑھاتے تھے۔ اس محراب کی جگہ حنفی امام نماز پڑھاتے تھے۔ آج کل مسجد نبوی شریف میں ایک ہی امام نماز پڑھاتا ہے جو کہ نجدی وہابی ہے۔

(۱۰) محراب تہجد

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں تہجد ادا کیا کرتے تھے۔

(۱۱) منبر

مسلم اور بخاری میں ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے منبر اور میرے حجرے کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر قیامت کے دن حوض کوثر پر ہوگا۔ مختلف ممالک کے حکمران وقتاً فوقتاً مسجد نبوی شریف کیلئے عالیشان منبر بنوا کر بھیجتے رہے۔ موجودہ منبر عثمانی دَور کے سلطان مراد نے ۹۹۸ھ میں بھیجا۔

(۱۲) سیکیورٹی کیلئے چبوترہ

اگر آپ مسجد نبوری شریف میں باب جبریل میں داخل ہوں تو یہ چبوترہ آپ کے دائیں ہاتھ ہوگا۔ اسے سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعمیر کرایا تھا۔ اکثر زائرین اسے صفہ سمجھتے ہیں جو کہ دُرست نہیں۔

(۱۳) صفّہ

صفہ کے معنی ہیں سایہ دار جگہ۔ یہ ایک چبوترہ تھا جہاں غریب اور بے گھر صحابہ کرام علیہم الرضوان مقیم تھے اور اسلامی تعلیم و تربیت حاصل کرتے تھے۔ اگر آپ استوانۂ عائشہ سے قبلہ کی مخالف سمت چلیں تو پانچویں ستون کے بعد صفہ تھا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سات ہجری میں مسجد نبوی شریف کی توسیع فرمائی تو یہ صفہ تقریباً دس میٹر مزید شمال کو منتقل کر دیا گیا۔ جیسا کہ مسجد نبوی شریف کے خاکہ سے واضح ہے۔

(۱٤) بیر حاء

اگر آپ باب فہد سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوں تو یہ کنواں تقریباً ۱۵ میٹر مسجد کے اندر واقع ہے۔ وہاں فرش پر تین دائرے بنا دیئے گئے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کنویں پر کئی بار تشریف لائے اور اس کا پانی پیا۔ دراصل یہ کنواں اور باغ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملکیت تھا۔ جب انہوں نے آیت...... لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تم اس وقت تک اعلیٰ تقویٰ حاصل نہیں کر سکتے جب تم اپنی سب سے پسندیدہ شے اللہ کی راہ میں نہ دے دو۔ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کنواں اور باغ بطورِ صدقہ دے دیا، تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایسے ہی فی الفور اور پورے اِخلاص سے قرآن پاک کی ہدایات پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ (مسند احمد)

(۱۵) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر

اگر آپ منبر سے باب صدیق کی طرف چلیں تو پانچویں ستون کے بعد آپ کا گھر تھا۔ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب گھروں کے دروازے جو مسجد نبوی میں کھلتے ہیں بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر کے دروازے کے۔ یہ اس بات کی پیشین گوئی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خلیفہ ہوں گے۔ (بخاری)

(۱٦) سقیفہ بنی ساعدہ

سقیفہ کے معنی بیٹھک یا کانفرس روم ہے۔ قبیلہ بنی سعد کے اس کانفرس روم میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلا خلیفہ چنا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ مسجد نبوی شریف سے باہر باب ملک سعود اور کرم ہوٹل کے درمیان واقع ہے۔ آج کل اس کے آدھے حصے پر ایک باغیچہ ہے اور باقی آدھے حصے پر ایک الیکٹرک پاور اسٹیشن ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ